عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

قیمت: ۱۰ روپے

جلد: ۳۴ | ۲۶ رجمادی الثانی تا ۳ رجب ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ اپریل ۲۰۱۵ء | شمارہ: ۱۵

صحابہ کرامؓ کا مقام و مرتبہ

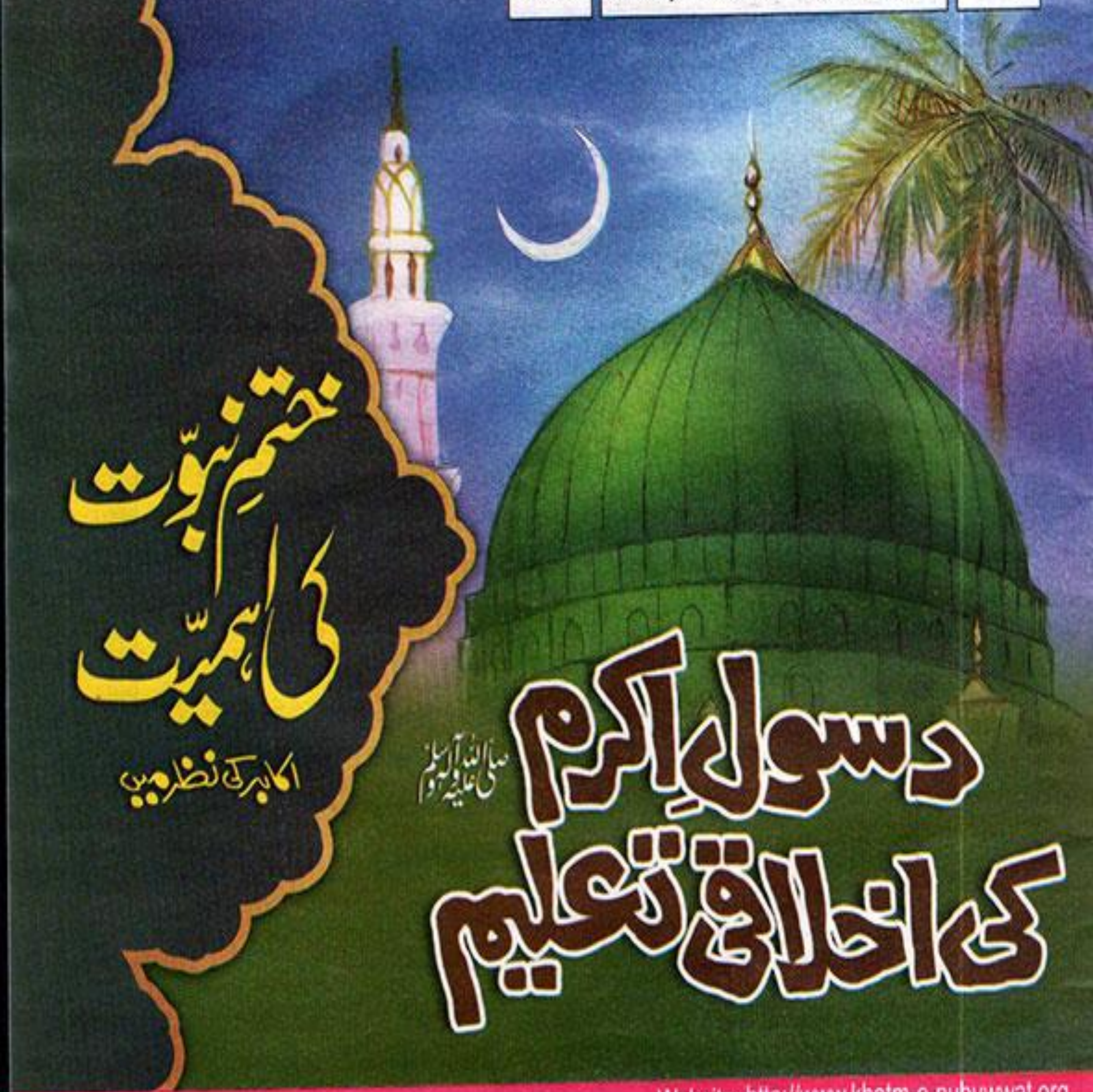

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Email: editorkn@yahoo.com

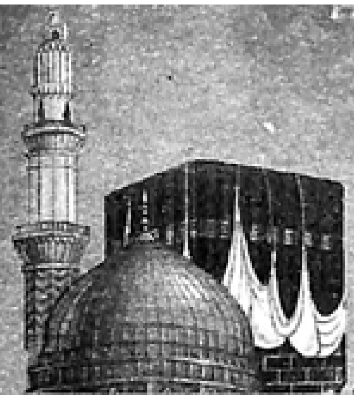

آپ کے مسائل

مولانا اعجاز مصطفیٰ

رضاعی بھائی کی سگی بہن سے شادی

محمد خالد، مردان خیبر پختونخوا

س:...... کیا رضاعی بھائی کی سگی بہن سے شادی کرنا جائز ہے؟ مثلاً زید اور بکر نے فاطمہ کا دودھ پیا ہے اور فاطمہ بکر کی خالہ ہے، کیا زید بکر کی دوسری بہن سے شادی کر سکتا ہے؟ اس میں کوئی حرج تو نہیں؟

ج:...... اگر بکر کی بہن نے اپنی خالہ کا دودھ نہیں پیا ہے تو وہ زید کے لئے اجنبی ہے اور اس صورت میں زید کا اس سے شادی کرنا جائز ہے۔ (وفی البحر الرائق:۳،۲۴۴ کتاب الرضاع)

لیکن اگر اس نے اپنے بھائی بکر کی طرح بچپن میں اپنی خالہ کا دودھ پی لیا ہو تو پھر ان کا نکاح زید سے نہیں ہو سکے گا، کیونکہ اس صورت میں یہ دونوں رضاعی بہن بھائی بن جائیں گے۔ مشکوٰۃ شریف میں ہے:

''عن علی رضی اللہ عنہ..... ان اللہ حرم من الرضاعة ما حرم من النسب۔'' (مشکوٰۃ:ص:۲۷۳، باب المحرمات)

جس لڑکی کو خون دیا اس سے شادی

س:...... کسی مجبوری کی وجہ سے ایک شخص نے غیر محرم لڑکی کو خون دیا تھا، اب کئی سال گزرنے کے بعد وہ لڑکی جوان ہو گئی اور اتفاق سے اس لڑکی کی منگنی خون کا عطیہ دینے والے لڑکے سے ہو گئی۔ اب لوگ کہتے ہیں خون کی وجہ سے یہ ایک دوسرے پر حرام ہیں، ان کی شادی نہیں ہو سکتی۔ کیا لوگوں کی یہ بات شرعاً درست ہے؟

ج:...... یہ لوگوں کے غلط خیالات اور شرعی احکام سے ناواقفیت کی دلیل ہے۔ خون دینے سے شرعاً حرمت ثابت نہیں ہوتی، لہٰذا صورت مسؤلہ میں اگر لڑکے اور لڑکی کے پاس مانع نکاح اور کوئی وجہ نہ ہو تو فقط خون دینے سے نکاح کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا، اس لئے لڑکے کا اس لڑکی سے نکاح جائز ہے۔

س:...... کیا زید نام رکھنا جائز ہے؟ قرآن و حدیث میں کہیں اس نام کو رکھنے سے منع تو نہیں آیا؟

ج:...... معلوم نہیں آپ کو زید نام رکھنے میں کیوں شبہ ہو رہا ہے۔ بہر حال قرآن و حدیث میں کہیں بھی زید نام رکھنے سے ممانعت نہیں آتی ہے، بلکہ اس کے برعکس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بابرکت زندگی میں کئی ایک صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین اس مبارک نام سے موسوم تھے بلکہ جماعت صحابہ میں سے صرف ایک ہی صحابی کا نام قرآن کریم میں موجود ہے اور وہ ہے ''زید'' باقی اس نام سے کتنے اور کون کون سے صحابہ کرامؓ موسوم تھے تفصیل جاننے کے لئے ملاحظہ فرمائیں: الاصابة فی تمییز الصحابة لابن حجرؒ، اسد الغابة فی معرفة الصحابة لابن اثیر الجزری۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ورثا میں جائیداد کی تقسیم

فرحت آراء، کراچی

س:...... میرے شوہر محمد طیب خان ۱۴؍ مارچ ۲۰۱۲ء کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے انتقال کر گئے۔ وارثوں میں میرے پانچ بچے ہیں، جن میں دو بیٹے اور تین بیٹیاں اور میں ان کی بیوہ شامل ہیں۔ میرے مرحوم شوہر جائیداد میں ایک فلیٹ چھوڑ گئے ہیں، جس کی قیمت فی الوقت پچاس لاکھ روپے لگ رہی ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ اس کی تقسیم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق ہو جائے۔

ج:...... مرحوم کے حقوق متقدمہ یعنی تجہیز و تکفین کے متوسط اخراجات نکالنے کے بعد اگر مرحوم پر کسی کا قرضہ ہو تو وہ ادا کیا جائے، اسی طرح اگر مرحوم نے کسی غیر وارث کے لئے کوئی جائز وصیت کی ہو تو بقیہ مال کے ایک تہائی تک اسے نافذ کرنے کے بعد بقیہ کل ترکہ آٹھ حصوں میں تقسیم کیا جائے گا جن میں سے ایک حصہ بیوہ کو، دو دو حصے ہر ایک بیٹے کو جبکہ ایک ایک حصہ ہر ایک بیٹی کو ملے گا۔ اگر مرحوم کا کل ترکہ مذکورہ فلیٹ ہے اور مذکورہ اخراجات نکالنے کے لئے بعد اس کی قیمت پچاس لاکھ روپے ہے تو اس میں سے بیوہ کو چھ لاکھ پچیس ہزار روپے جبکہ ہر ایک بیٹے کو بارہ لاکھ پچاس ہزار روپے اور ہر ایک بیٹی کو چھ لاکھ پچیس ہزار روپے ملیں گے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

مجلس

مجلس ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۴ — ۲۶رجمادی الثانی تا ۳ررجب ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ راپریل ۲۰۱۵ء — شمارہ:۱۵

اس شمارے میں!

قادیانیت کے خلاف تاریخی فیصلے اور قراردادیں!	۴	محمد اعجاز مصطفیٰ
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اخلاقی تعلیم	۶	ڈاکٹر سعید الرحمن اعظمی
صحابہ کرامؓ کا مقام ومرتبہ	۹	مولانا سید محمد رابع ندوی
حضرت مہدی علیہ الرضوان اور مرزا قادیانی (۳)	۱۲	حافظ عبید اللہ
ختم نبوت کی اہمیت.... اکابر کی نظر میں	۱۵	مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ
دعویٰ نبوت بتدریج نہیں ہوتا	۱۷	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی
تحریک ختم نبوت... آغاز سے کامیابی تک (۴۳)	۲۰	سعود ساحر
سالانہ ختم نبوت کانفرنس ضلع لکی مروت	۲۳	مولانا ابراہیم ادہمی
جاوید احمد غامدی.... سیاق وسباق کے آئینہ میں!(۵)	۲۵	مولانا فضل محمد مدظلہ

سرپرست

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین وآرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب،

متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019

AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018

Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi

Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶

Hazori Bagh Road Multan

Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:

35,Stockwell Green

London, SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

محمد اعجاز مصطفیٰ

اداریہ

قادیانیت کے خلاف تاریخی فیصلے اور قراردادیں

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ وسلامٌ علیٰ عبادہٖ الذین اصطفیٰ

حال ہی میں افریقہ کے ایک ملک گیمبیا میں حکومتی سطح پر قادیانیوں کو غیرمسلم قرار دیا گیا ہے، دوستوں کی رائے تھی کہ اب تک جن جن عدالتوں، تنظیموں اور ممالک نے ان کو غیرمسلم قرار دیا ہے۔ ان کا خلاصہ اور ایک فہرست یکجا آ جائے تو قارئین اور اس موضوع پر تحقیقی کام کرنے والوں کو بہت فائدہ ہوگا۔ اس فائدے کے پیش نظر یہ فہرست ہدیہ قارئین ہے:

۱:... سب سے پہلا فتویٰ تکفیر: ۱۳۰۱ھ بمطابق ۱۸۸۴ء میں لدھیانہ کے علماء: مولانا محمد، مولانا عبداللہ وغیرہما (رحمہم اللہ تعالیٰ) نے سب سے پہلے قادیانیت کے کفر پر فتویٰ صادر فرمایا۔ (فتاویٰ قادریہ، ص:۲۶، ۴۷)

۲:... دارالعلوم دیوبند کا فتویٰ: ۱۲؍صفر المظفر ۱۳۳۱ھ کو دارالعلوم دیوبند سے مولانا محمد سہولؒ (مدرس دارالعلوم دیوبند) کا ترتیب دیا ہوا فتویٰ جاری ہوا، جس پر حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن، علامہ سیّد انور شاہ کشمیری، مولانا شبیر احمد عثمانی، مولانا محمد ادریس کاندھلوی، مفتی عزیز الرحمٰن، مولانا محمد ابراہیم بلیاوی، مولانا اعزاز علی، مفتی کفایت اللہ دہلوی، حضرت مولانا اشرف علی تھانوی، مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی اور ہندوستان بھر کے علماء کرام ومفتیان عظام رحمہم اللہ تعالیٰ نے دستخط ثبت فرماکر قادیانیت کے کفر پر مہر لگادی۔ (فتاویٰ ختم نبوت، ج:۲، ص:۳۲۹)

۳:... دارالعلوم دیوبند کا دوسرا فتویٰ: ۱۳۳۲ھ میں مفتی عزیز الرحمٰنؒ کا مرتب کردہ فتویٰ جاری ہوا، جس میں اہل سنت علماء کے علاوہ اہل تشیع علماء نے بھی قادیانیت کی تکفیر کو درست قرار دیا۔ (فتاویٰ ختم نبوت، ج:۲، ص:۳۶۰)

۴:... سپریم کورٹ آف ماریشس کا فیصلہ: قادیانیوں نے روزہل (ماریشس) میں مسلمانوں کی مسجد پر قبضہ جمالیا، جس کے خلاف ۲۶؍فروری ۱۹۱۹ء کو یہ مقدمہ دائر ہوا، جو پورے دو سال چلا۔ بالآخر ۱۹؍نومبر ۱۹۲۰ء کو عدالت عظمیٰ کے غیرمسلم چیف جج سرائے ہرچیز وڈر نے قادیانیوں کو مسلمانوں سے الگ اور غیرمسلم قرار دیا۔ (قادیانی فتنہ اور ملت اسلامیہ کا موقف، ص:۱۰۹)

۵:... فیصلہ مقدمہ بہاول پور: ۲۴؍جولائی ۱۹۲۶ء سے شروع ہونے والے مقدمہ کا فیصلہ ۷؍فروری ۱۹۳۵ء کو ہوا۔ جناب محمد اکبر خان ڈسٹرکٹ جج بہاولپور نے قادیانیوں کے کافر ہونے کا فیصلہ صادر فرمایا۔ (فیصلہ مقدمہ مرزائیہ بہاول پور، ص:۱۶ تا ۲۸ مکتبہ سیّد احمد شہیدؒ)

۶:... فیصلہ مقدمہ راولپنڈی: ۳؍جون ۱۹۵۵ء کو ایک مقدمہ کا فیصلہ سناتے ہوئے سیشن جج شیخ محمد اکبر نے قادیانیوں کے کافر ہونے اور اس پر امت مسلمہ کے اجماع کا واشگاف الفاظ میں اظہار کیا۔ (قادیانی فتنہ اور ملت اسلامیہ کا موقف، ص:۱۰۷)

۷:... فیصلہ مقدمہ جیمس آباد: ۱۳؍جولائی ۱۹۷۰ء کو جج محمد رفیق گوریجہ نے مسلمان خاتون کا قادیانی مرد سے نکاح فسخ کرتے ہوئے قادیانیوں کا غیرمسلم ہونا بیان کیا۔ (بصائر وعبر، ج:۱، ص:۲۰۶ تا ۲۲۱، قادیانی فتنہ اور ملت اسلامیہ کا موقف، ص:۱۰۹)

۸:... علمائے حرمین شریفین وشام: ۱۳۹۳ھ میں علماء حرم الشیخ عبداللہ بن محمد بن حمید، الشیخ حسن محمد المشاط، الشیخ محمد علی الصابونی اور علماء شام الشیخ محمد عوامہ، الشیخ محمد ابوالفتح البیانونی اور دیگر کئی علماء نے قادیانیت کے غیرمسلم ہونے پر مہر دستخط ثبت کی۔ (فتاویٰ ختم نبوت، ج:۲، ص:۴۴۸)

۹:... رابطہ عالم اسلامی کی قرارداد: ربیع الاول ۱۳۹۴ھ بمطابق اپریل ۱۹۷۴ء میں مکہ مکرمہ میں رابطہ عالم اسلامی کی بین الاقوامی کانفرنس

منعقد ہوئی، جس میں دنیا بھر سے ۱۴۴ مسلم تنظیموں کے نمائندے شرکت ہوئے۔ پاکستان سے حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ اور ہندوستان سے مولانا ابوالحسن علی ندویؒ نے شرکت کی۔ اس اجلاس میں قادیانیت کے خلاف متفقہ قرارداد منظور کی گئی۔ (ماہنامہ بینات، حضرت بنوری نمبر، ص:۳۳۹)

۱۰:...پاکستان قومی اسمبلی: پاکستان کی قومی اسمبلی نے مکمل بائیس دن بحث ومباحثہ کیا اور قادیانی ر لاہوری دونوں گروپوں کے سربراہوں کے بیانات سننے کے بعد بالاتفاق ۷ر ستمبر ۱۹۷۴ء کو قادیانیوں کو غیرمسلم قرار دیا، جس کی تمام کارروائی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے پانچ جلدوں میں چھاپ دی ہے اور وہ دستیاب ہے۔

۱۱:...لاہور ہائی کورٹ کا ایک اور فیصلہ: ۱۹۸۱ء میں پنجاب یونیورسٹی لاہور کے داخلہ فارم میں قادیانی طلبا نے خود کو ''احمدی مسلمان'' لکھا۔ یونیورسٹی انتظامیہ نے ان کو ''قادیانی'' لکھنے کو کہا، جس سے وہ انکاری ہوگئے۔ بعدازاں انہوں نے لاہور ہائی کورٹ میں رٹ دائر کردی۔ لاہور ہائی کورٹ کے جج جناب جسٹس گل محمد خان نے سماعت کے بعد فیصلہ سناتے ہوئے طلبا کو اس بات کا پابند کردیا کہ وہ خود کو مسلمان نہیں کہہ سکتے۔

(قادیانیت کے خلاف اعلیٰ عدالتوں کے تاریخی فیصلے، ص:۳۳۷ تا ۳۴۰)

۱۲:...لاہور ہائی کورٹ کا فیصلہ: فیصل آباد کے ایک گاؤں کی نمبرداری کے مسلم وقادیانی گروہ آمنے سامنے تھے۔ اسسٹنٹ کمشنر نے مسلم امیدوار کے حق میں فیصلہ صادر کیا، جس کو قادیانیوں نے سرگودھا کمشنر کے ہاں چیلنج کردیا، اس نے اپیل خارج کردی۔ اس کے بعد قادیانی ریونیو بورڈ گئے اور وہاں سے بھی بے نیل ومرام لوٹنے کے بعد لاہور ہائی کورٹ جا پہنچے۔ عدالت کے جج جسٹس میاں محبوب احمد نے سماعت کی اور ۲ر دسمبر ۱۹۸۱ء کو مسلمانوں کے حق میں فیصلہ سنادیا۔ (قادیانیت کے خلاف اعلیٰ عدالتوں کے تاریخی فیصلے، ص:۳۴۳ تا ۳۴۹)

۱۳:...امتناع قادیانیت آرڈی نینس: ۲۶ر اپریل ۱۹۸۴ء کو صدر پاکستان جناب جنرل محمد ضیاء الحق شہید نے یہ آرڈی نینس جاری کیا، جس کی رُو سے قادیانی شعائر اسلام استعمال نہیں کرسکتے۔ (قادیانیت کے خلاف اعلیٰ عدالتوں کے تاریخی فیصلے، ص:۴۳)

۱۴:...وفاقی شرعی عدالت: ۱۹۸۴ء کے امتناع قادیانیت آرڈی نینس کے خلاف قادیانیوں نے وفاقی شرعی عدالت میں درخواست دائر کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے یہ مقدمہ لڑا۔ ۱۵ر جولائی ۱۹۸۴ء سے ۱۲ر اگست ۱۹۸۴ء تک تقریباً اکیس دن سماعت جاری رہی۔ بالآخر قادیانیوں کی اپیل خارج ہوئی اور ۲۶ر اکتوبر ۱۹۸۴ء کو جسٹس فخر عالم نے تفصیلی فیصلہ سناتے ہوئے اس آرڈی نینس کو قرآن وحدیث کے عین مطابق قرار دیا۔

(قادیانیت کے خلاف اعلیٰ عدالتوں کے تاریخی فیصلے، ص:۶۱۱ تا ۶۲۹)

۱۵:...مجمع الفقہ الاسلامی: مجمع الفقہ الاسلامی کا اجلاس ۱۰ تا ۱۶ر ربیع الثانی ۱۴۰۶ھ مطابق ۲۲ تا ۲۸ر دسمبر ۱۹۸۵ء کو جدہ میں منعقد ہوا۔ اس میں شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ نے قادیانیوں کے خلاف قرارداد پیش کی جو بالاتفاق منظور ہوئی۔ (فتاویٰ ختم نبوت، ج:۳، ص:۱۹۵)

۱۶:...لاہور ہائی کورٹ کا فیصلہ: قادیانیوں نے امتناع قادیانیت آرڈی نینس ۱۹۸۴ء کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ۱۸ر مارچ ۱۹۸۷ء کو کلمہ طیبہ اپنی عبادت گاہوں اور اپنے سینوں پر آویزاں کئے، جس کے خلاف مسلمانوں نے عدالت سے رجوع کیا، ملزم گرفتار ہوئے۔ سیشن جج نے ضمانت خارج کی، ملزم ہائی کورٹ پہنچ گئے۔ لاہور ہائی کورٹ کے جج جسٹس محمد رفیق تارڑ (جو بعد میں صدر پاکستان بھی بنے) نے اپیل خارج کرکے ملزمان کو توہین رسالت کا مرتکب ٹھہرایا۔ (قادیانیت کے خلاف اعلیٰ عدالتوں کے تاریخی فیصلے، ۲۹۵ تا ۳۰۲)

۱۷:... کوئٹہ ہائی کورٹ کا فیصلہ: کوئٹہ میں بھی قادیانیوں نے امتناع قادیانیت آرڈی نینس کی خلاف ورزی کرتے ہوئے کلمہ طیبہ کے بیج لگائے۔ ۲۲ر دسمبر ۱۹۸۷ء کو کوئٹہ ہائی کورٹ کے جج جسٹس امیر الملک مینگل نے ملزمان کو سزا کا مستحق قرار دیا۔

(قادیانیت کے خلاف اعلیٰ عدالتوں کے تاریخی فیصلے، ص:۳۰۷ تا ۳۲۳)

۱۸:... جنوبی افریقہ کی عدالت کا فیصلہ: ۱۹۸۷ء میں جنوبی افریقہ کی عدالت میں قادیانیوں نے مسلمانوں کی مسجد میں نماز پڑھنے اور ان کے

(باقی صفحہ 22 پر)

رسول اکرم ﷺ کی اخلاقی تعلیم

مولانا ڈاکٹر سعید الرحمن اعظمی ندوی

"مجھے صرف اس لئے رسول بنا کر بھیجا گیا ہے تاکہ میں اعلیٰ ترین اخلاق کی تکمیل کروں۔" (الحدیث)

ان الفاظ کے ساتھ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بعثت کا مقصد بیان فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ:

"بے شک آپ عظیم ترین اخلاق کے درجے پر فائز ہیں۔" (القرآن)

قرآن و حدیث کی ان دونوں شہادتوں کی روشنی میں ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں صاف نظر آتا ہے کہ آپ کی زندگی کا کوئی گوشہ اعلیٰ ترین اخلاقی قدروں سے خالی نہیں، آپ ہر جگہ، ہر وقت اور ہر موقع پر اخلاقی عظمت کا نقش قائم کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ گھر کی زندگی ہو یا گھر سے باہر کی، وعظ و نصیحت کی مجلس ہو یا تعلیم و تربیت کی، مسجد و محراب ہو یا بازار ہو، دشمن کے ساتھ ہوں یا دوست کے ساتھ، صلح و آشتی کی حالت ہو یا لڑائی کا میدان ہو، غصے کی کیفیت ہو یا فرحت و انبساط کی، کسی حال میں آپ اخلاقی قدروں کی تعلیم سے اور ان پر خود عمل پیرا ہونے سے ایک لمحے کے لئے بھی غافل نہیں ہوئے۔

انسان کی زندگی میں بہت سے ایسے مواقع آتے ہیں جب وہ یہ بھول جاتا ہے کہ اخلاق کا تقاضا کیا ہے اور کس طرح وہ اپنی بلند اخلاقی کو قائم رکھ سکتا ہے، مگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا کوئی ایک ایسا واقعہ بھی پیش نہیں کیا جا سکتا، جب آپ اپنے اخلاقی درجے سے کسی وقت بھی ذرا نیچے اترے ہوں یا آپ کے بلند اخلاق پر کوئی دھبہ لگا ہو۔

یہی وجہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اخلاقی تعلیم کا زبردست اہتمام کیا وہ تمام نیکیوں کی بنیاد اخلاق کی بلندی پر رکھتے ہیں۔ اس لئے کہ جب اخلاق درست ہوں گے تو پوری زندگی اپنی صحیح راہ پر چلے گی اور اس کا اثر دوسروں کی زندگیوں پر پڑے گا اور ایک مثالی معاشرہ قائم ہو سکے گا۔ چنانچہ جب بھی دنیا کے انسانوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اخلاقی تعلیم کو مشعل راہ بنایا وہ زندگی کے ہر میدان میں کامیاب رہے، ہر طرف امن و عافیت کا ماحول قائم رہا، بھائی چارہ ایک دوسرے کے ساتھ خیر خواہی، باہمی تعاون کا جذبہ اور ایک دوسرے پر اعتماد کی فضا قائم ہوئی، برائیوں کا خاتمہ ہو گیا اور اخلاقی گراوٹ کا کسی شکل میں بھی کوئی وجود باقی نہیں رہا۔

آیئے! ذرا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اخلاقی تعلیم کا مختصر جائزہ لیں تاکہ ہمیں یہ اندازہ لگانے میں دشواری نہ پیش آئے کہ آپ نے زندگی کو اخلاق سے مزین کرنے اور بنی نوع انسان کو اخلاقی عظمت سے روشناس کرانے میں کتنا اہم اور تاریخی کردار ادا کیا ہے۔

ایک حدیث میں فرمایا کہ: "حسن اخلاق سے بڑھ کر کوئی عمل مومن کی میزان عمل میں نہیں ہو سکتا" اللہ تعالیٰ بدزبان اور منہ پھٹ کو ناپسند کرتے ہیں۔"

بلاشبہ زبان اگر بے لگام ہو جائے اور اس پر کنٹرول ختم ہو جائے تو بے حساب دشواریاں اور مصیبتیں رونما ہوتی ہیں۔ اسی کی بدولت خاندانوں میں لڑائیاں ہوتی ہیں اور دشمنی اپنی آخری حد پر پہنچ کر دم لیتی ہے، قتل و خون کی نوبت آ جاتی ہے، گھر بار اجڑ جاتے ہیں، خاندان اور معاشرے تباہ ہو جاتے ہیں اور نہ جانے کیا کیا مصیبتیں آتی ہیں، دنیا کی کتنی ہی لڑائیاں اور انسانوں کی بربادی کی داستانیں اسی زبان کی لغزش کا نتیجہ ہیں۔ زبان کی بے اعتدالی ہمیشہ رنگ لا کر رہتی ہے۔ اسی سے لوگ جھوٹ بولتے ہیں، اسی سے غیبت کرتے ہیں اور اسی سے گالیاں بھی دیتے ہیں اور اسی زبان کے کرشمے دو سچے دوستوں کو دشمنی کی آگ میں جلا کر خاکستر کر دیتے ہیں۔

زبان کی برائی کسی حد پر جا کر ختم نہیں ہوتی بلکہ اس کے نتائج بڑے دور رس اور اس کا زخم بہت گہرا ہوتا ہے، اسی زخم کے بارے میں کہا گیا ہے کہ کبھی اچھا نہیں ہوتا اور ناسور بن جاتا ہے، آپ جتنا ہی سوچیں گے اسی قدر زبان کی تباہی کا راز آپ پر کھلتا جائے گا اور اس کے منفی پہلو ایک ایک کر کے آپ کی نظروں کے سامنے آتے جائیں گے، اس لئے کہ زندگی کی خرابیوں اور دنیا کی مصیبتوں میں زبان کا بڑا حصہ ہے، لیکن یہی زبان جب نیکیوں میں استعمال ہوتی ہے تو زندگی کی خرابیوں کو خوبیوں میں اور بدنام معاشرے کو نیک نام سوسائٹی میں تبدیل کر دیتی ہے اور ایک مثالی

سماج قائم کرنے میں نہایت اہم رول ادا کرتی ہے۔

اسی طرح جو لوگ شرمگاہ کی حفاظت نہیں کرتے اور اس کے غلط استعمال کے تباہ کن نتیجے پر غور نہیں کرتے، وہ نہ صرف اپنی زندگی اور خاندان تباہ کرتے بلکہ وہ دراصل پوری سوسائٹی میں ایک کینسر کی شکل اختیار کر لیتے ہیں اور اس کی لپیٹ میں نہ جانے کتنی معصوم زندگیاں آ جاتی ہیں، پھر اس کے نتیجے میں وہ ساری برائیاں پھیلتی ہیں جو کسی صحت مند معاشرے کو بلا تاخیر ختم کر دینے کے لئے بالکل کافی ہوتی ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اخلاقی تعلیم تو بہت وسیع ہے، لیکن مزید چند اہم پہلوؤں کی طرف اشارہ کرنا ضروری ہے، جن کے بغیر زندگی کا صحیح لطف نہیں حاصل ہو سکتا اور اس کی تعمیر مکمل نہیں ہو پاتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تواضع اور انکساری کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا کہ کوئی آدمی کسی پر فخر نہ کرے، کوئی کسی پر زیادتی نہ کرے اور فرمایا کہ:

"اگر کوئی شخص خدا کے لئے تواضع برتتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا درجہ بلند فرما دیتے ہیں اور جو شخص کسی کے سامنے اونچا بنتا ہے اور تکبر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ذلیل کرتے ہیں۔"

آپ نے سچائی اور سچ بولنے کی تعلیم دی اور فرمایا کہ: "سچ بولنے سے گریز نہ کرو خواہ تم کو محسوس ہو کہ سچ بولنے میں ہلاکت اور تباہی ہے۔" لیکن حقیقت یہ ہے کہ سچ بولنا ہی دراصل ہر طرح کی مصیبت سے نجات کا ذریعہ ہے اور فرمایا: "دیکھو! سچ بولنے میں نجات اور کامیابی ہے اور جھوٹ بولنے میں ناکامی اور ہلاکت ہے۔" اور فرمایا کہ: "سچائی میں اطمینان قلب ہے اور جھوٹ بولنے میں دل بے چینی اور خوف میں مبتلا رہتا ہے۔"

ایفائے وعدہ کی زندگی میں بڑی اہمیت ہے، اس کی وجہ سے سوسائٹی میں اعتماد محبت اور خلوص و یگانگت کی فضا قائم ہوتی ہے، یقین و خودداری اور جرأت و ہمت کا رنگ غالب آتا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تعلیم دی ہے کہ اگر کسی کا کسی قوم سے کوئی معاہدہ ہو تو اس پر سختی سے قائم رہے، نہ اس کو توڑے اور نہ اس میں کوئی تبدیلی کرے، یہاں تک کہ معاہدے کی مدت گزر جائے اور فرمایا کہ کوئی آدمی اگر کسی کو اس کی جان کی امان دیتا ہے، پھر اس کو قتل کر دیتا ہے تو میں ایسے شخص سے بری الذمہ ہوں، خواہ وہ مقتول غیر مسلم ہی کیوں نہ ہو، ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ: منافق کی تین نشانی ہے، اگر بات کرے تو جھوٹ بولے اور وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے اور امانت رکھے تو خیانت کرے، ایک دوسری جگہ فرمایا کہ: "اگر تمہارے ساتھ کوئی خیانت کرے تو بھی تم اس کے ساتھ ایمانداری برتو۔" یہ بھی فرمایا کہ: "جو امانتدار نہ ہو، اس کے ایمان کا کوئی اعتبار نہیں اور جو وعدہ خلافی کرے اس کی دینداری معتبر نہیں۔"

صبر: صبر کی تعلیم دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: "صبر نصف ایمان ہے اور کسی کو بھی صبر سے بڑھ کر وسیع اور قیمتی کوئی انعام نہیں دیا گیا۔" ایک مرتبہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک قبر کے پاس سے گزرے وہاں ایک عورت بیٹھی ہوئی رو رہی تھی، دیکھ کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور صبر کرو، اس عورت نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں پہچانا اور کہا کہ آپ جائیے آپ کو کیا معلوم کہ مجھ پر کیا گزر رہی ہے؟ بعد میں اس عورت کو معلوم ہوا کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تھے، فوراً حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور اس نے دیکھا کہ وہاں کوئی دربان وغیرہ نہیں ہے، وہ حاضر خدمت ہوئی اور اس نے کہا کہ اس وقت میں نے آپ کو پہچانا نہیں تھا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: مصیبت کے پہلے ہی صدمے پر صبر کرنا معتبر ہے۔" مطلب یہ ہے کہ صبر تو آخر کار کرنا ہی پڑتا ہے، لیکن شروع ہی میں صبر کیا جائے تو اس کا ثواب بہت ملتا ہے۔

تقویٰ: یعنی خدا کا خوف و لحاظ اور شرم و حیا کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا کہ تقویٰ اختیار کرو، یہ تمام بھلائیوں کی بنیاد ہے اور خدا کے حقوق ادا کرو تم سب سے بڑے متقی سمجھے جاؤ گے، شرم و حیا ایمان کا ایک جزو ہے اور حیاء سے سوائے خیر اور بھلائی کے

سالانہ ختم نبوت کانفرنس محراب پور

محراب پور... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت محراب پور کے زیر اہتمام بروز جمعرات ۱۹ر مارچ ۲۰۱۵ء بعد نماز عشاء مرکزی جامع مسجد میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس زیر نگرانی مولانا عبدالصمد صاحب منعقد کی گئی، جبکہ کانفرنس کی صدارت مفتی محمد یاسین نے کی اور اسٹیج سیکریٹری کے فرائض مولانا خالد محمود صاحب نے سرانجام دیئے۔ کانفرنس کا آغاز تلاوت کلام پاک سے کیا گیا، تلاوت کی سعادت قاری فتح محمد صاحب نے حاصل کی پھر بھائی اظہر صاحب نے ہدیہ نعت پیش کیا، اس کے بعد مفکر قرآن حضرت مولانا محمد قاسم سومرو صاحب کا بیان ہوا۔ انہوں نے فرمایا کہ ہمارے اکابرین نے ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ہر طرح کی قربانیاں دی ہیں۔ انہوں نے کچھ عرصہ قبل کنڈیارو کے قریبی علاقہ کمال ڈیرو میں قادیانیوں سے ہونے والے مناظرے کے متعلق سامعین کو بتایا کہ کس طرح قادیانی اس مناظرے میں شکست کھا کر ذلیل ورسوا ہوئے۔ اس کے بعد مولانا تجمل حسین نے بیان کیا۔ آخر میں حضرت مولانا قاضی احسان احمد نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ قادیانی ملک وقوم اور اسلام کے غدار ہیں، ہمیں ہر طبقے کے لوگوں میں ختم نبوت کے کام کو اجاگر کرنا ہوگا، ہم اپنے گھر والوں اور بچوں کی ذہن سازی کریں اور نوجوان نسل کو قادیانیوں کے غلط عقائد سے آگاہی دیں۔ آخر میں انہوں نے سامعین سے قادیانیوں اور قادیانی مصنوعات سے بائیکاٹ کا وعدہ لیا۔ اللہ تعالیٰ اس کانفرنس کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور ہم سب کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک شفاعت کے حصول کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔

کوئی اور چیز ظاہر نہیں ہوتی۔ غلطی ہر انسان سے ہوتی ہے، اکثر بلا ارادہ اور کبھی قصداً بھی انسان غلطی کر بیٹھتا ہے، لیکن اس کی غلطی کو معاف کر دینا اور اس کے گناہ سے درگزر کرنا بھی ایک بڑی نیکی ہے اور اس کے نتیجے میں سوسائٹی کو جو تقویت حاصل ہوتی ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔

حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ ہم لوگ ایک مرتبہ غزوے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، وہاں ایک سایہ دار درخت کے نیچے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لیٹ گئے اور اپنی تلوار درخت میں لٹکادی، اتنے میں ایک غیر مسلم آیا اور اس نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار درخت سے اتار کر اپنے ہاتھ میں لے لی اور اسے تان کر کہا کہ: آپ مجھے سے ڈرتے ہیں یا نہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ نہیں! اس نے پھر پوچھا کہ اب کون مجھ سے آپ کو بچا سکتا ہے؟ آپ نے کہا کہ اللہ بچا سکتا ہے، اتنا کہنا تھا کہ تلوار اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر گر پڑی اور پھر اسے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ میں لے کر اس سے پوچھا کہ اب تم بتاؤ کہ کون تم کو مجھ سے بچا سکتا ہے؟ اس نے کہا کہ معاف کر دیجئے، آپ نے کہا کہ تم کلمۂ شہادت پر ایمان لاتے ہو؟ اس نے کہا کہ میں یہ تو نہیں کر سکتا، لیکن اس بات کا وعدہ کرتا ہوں کہ کبھی میں نہ خود آپ سے جنگ کروں گا اور نہ ایسے لوگوں کا ساتھ ہی دوں گا، جو آپ سے لڑنے کے لئے نکلے ہوں، تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو معاف فرمادیا۔ پھر اس نے اپنے ساتھیوں سے جا کر کہا کہ میں نے آج ایک بہترین انسان کا تجربہ کیا ہے۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اخلاقیات کی تعلیم کے سلسلے میں کوئی گوشہ تشنہ نہیں چھوڑا، چھوٹوں پر شفقت کرنا، بڑوں کا احترام کرنا، والدین کی تعظیم اور خدمت کرنا، ایثار کرنا، سخاوت اختیار کرنا، زبان کو ہر طرح کی غیر متوازن اور بے جا باتوں سے محفوظ رکھنا، ظلم و جارحیت سے نفرت کرنا، قول و عمل میں توازن قائم رکھنا اور ہر موقع پر انصاف کے دامن کو مضبوطی سے تھامے رہنا، یہ وہ تمام اخلاقی پہلو ہیں جن کی طرف رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانوں کی توجہ خاص طور سے مبذول فرمائی ہے، چنانچہ آپ کی اخلاقی تربیت کے زیر اثر جو سوسائٹی قائم ہوئی وہ بنی نوع انسان کی تاریخ کا ایک ایسا اخلاقی اور اجتماعی معجزہ ہے کہ اس کی نظیر دنیا کی کسی سوسائٹی نے نہیں پیش کی۔

موجودہ دور میں انسانی زندگی سینکڑوں دشوار گزار مسائل سے دوچار ہے اور کم از کم امن و امان اور اعتماد و محبت کی فضا سے عام طور پر لوگ محروم ہیں، ہر طرف بے چینی ہے، ہر جگہ ضد اور سرکشی ہے، لوگ امن و سکون کی تلاش میں سرگرداں ہیں اور ہر سطح پر یہ تلاش جاری ہے، مگر افسوس کہ ہر طرح کی سائنسی اور علمی ترقیوں کے باوجود لوگوں کو یہ قیمتی جوہر دستیاب نہیں ہو رہا ہے، اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ ہمارا اخلاقی معیار ہر لحاظ سے بہت نیچے گر چکا ہے اور محسن انسانیت نے جو اخلاقی تعلیم زندگی کو خوشگوار اور بامقصد بنانے کے لئے ہمیں دی تھی، اسے ہم یکسر بھول چکے ہیں بلکہ سچ تو یہ ہے کہ اسے ہم قصداً نظر انداز کرنے کے عادی ہو گئے ہیں، جب کہ ہم کو اس کی آج شدید ضرورت ہے۔ ☆☆

سالانہ ختم نبوت کانفرنس نوابشاہ

نواب شاہ (مولانا تجمل حسین) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نواب شاہ کے زیر اہتمام سالانہ ختم نبوت کانفرنس بروز جمعۃ المبارک ۲۰ر مارچ ۲۰۱۵ء جامع مسجد کبیر میں زیر صدارت مولانا محمد انیس صاحب اور زیر نگرانی مولانا محمد امجد مدنی صاحب کے منعقد کی گئی، جبکہ اسٹیج سیکرٹری کے فرائض راقم نے سرانجام دیئے۔

کانفرنس کا آغاز تلاوت کلام پاک سے کیا گیا، تلاوت کی سعادت قاری نیاز احمد خاصخیلی نے حاصل کی، قاری محمد عثمان نور نے ہدیہ نعت پیش کیا اور نظمیں پڑھیں، اس کے بعد مولانا محمود الحسن حسینی صاحب نے بیان کیا۔ پھر مولانا علی احمد چنہ نے ختم نبوت پر نظمیں پڑھیں، اس کے بعد مرشد الموحدین ولی کامل حضرت مولانا سائیں عبدالمجیب صاحب قریشی (پیر شریف) نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ختم نبوت اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے اس پر ایمان لانا لازمی ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے حصول کے لئے عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت کرنا ضروری ہے۔

اس کے بعد حضرت مولانا مفتی حفیظ الرحمٰن صاحب نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ جھوٹے مدعی نبوت کو کسی دور میں بھی برداشت نہیں کیا گیا، قادیانیوں نے آج تک اپنے آپ کو کافر تسلیم نہیں کیا ہے، یہ ملک و قوم سے غداری کر رہے ہیں اور مسلمانوں کو دھوکا دینے میں لگے ہوئے ہیں۔ آخر میں حضرت مولانا قاضی احسان احمد نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مسلمانوں کا مشترکہ پلیٹ فارم ہے، ختم نبوت کے تحفظ کے لئے تمام مکاتب فکر کے علماً نے مل کر جدوجہد کی ہے، انہوں نے کہا کہ مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ قادیانی اور قادیانی مصنوعات کا مکمل بائیکاٹ کریں۔

قاری علی اصغر، قاری محمد تصور، قاری عبداللہ فیض، مولانا ظہیر احمد، قاری عطاء الرحمٰن مدنی اور بھائی عبدالرؤف کانفرنس کے جملہ امور اور علما کرام اور دیگر مہمانوں کی خدمت میں مصروف رہے۔ کانفرنس میں ہر طبقے کے لوگوں نے بھرپور شرکت کی، خصوصاً قاری محمد حسن مورو جو، قاری عبدالماجد خاصخیلی، مولانا اشفاق احمد پھل اور دیگر علما کرام شرکت کی۔

اللہ تعالیٰ تمام ساتھیوں کے تعاون اور محنت کو قبول فرمائے، اس کانفرنس کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور ہم سب کو تادم آخر ختم نبوت کے تحفظ کا کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک شفاعت کے حصول کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مقام و مرتبہ

مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی

صحابہ کرامؓ کی جماعت انسانی تاریخ میں اپنی ایمانی کمیت اور کیفیت دونوں کے اعتبار سے منفرد جماعت گزری ہے۔ اس کو اللہ تعالیٰ کے آخری اور مثالی شخصیت رکھنے والے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح تربیت دی کہ زندگی کے تمام پہلوؤں میں ایمان رچ بس گیا تھا اور یاد الٰہی کی وہ کیفیت پیدا ہوگئی تھی کہ فرشتوں جیسے اعمال ظاہر ہوتے تھے، لیکن انسان کو اس کے پروردگار کی طرف سے دنیا اور دین کے درمیان جامعیت اور دنیاوی امور میں اپنی پسند کو تابع بنانے اور تابع نہ بنانے کی جو صلاحیت دی گئی ہے وہ صلاحیت فرشتوں کو نہیں دی گئی ہے، اسی طرح انسانوں کو امتحان سے گزارا گیا اور تاریخ انسانی کے مختلف ادوار میں انسانوں کو اس امتحان میں کامیابی حاصل کرنے کی طرف برابر توجہ دلائی گئی اور اس کامیابی میں بڑے انعام و اکرام کا وعدہ فرمایا گیا، توجہ دہانی کا یہ کام انبیاء علیہم السلام برابر کرتے رہے، آخری نبی حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحابؓ کو ایسی تلقین کی اور ان کی ایسی تربیت کی کہ اس امتحان میں انہوں نے کامیابی کی مثال قائم کردی اور یہ سب اللہ تعالیٰ کے حکم و ارادہ سے ہوا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الرسل اور تمام اہل ایمان کے لئے اسوۂ حسنہ بنائے جانے کا نتیجہ اور علامت بنا۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سلسلہ میں محنت کامیاب اور وسیع اثر رکھنے والی نہ ہوتی تو آپ خاتم الرسل اور اسوۂ حسنہ کیسے قرار دیے جاتے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے توحید و ایمان کی دعوت اس طریقہ سے دی کہ جس نے بھی توجہ سے سنا بات اس کے دل میں اتر گئی اور اس پر اس کا ایمان مستحکم ہوگیا۔ آپ کا اخلاقی، انسانی ہمدردی اور محبت بھرا انداز بھی ایسا تھا کہ جس نے بھی قریب سے دیکھا اور سنا وہ صرف متاثر ہی نہیں ہوا بلکہ دل و جان سے آپ کا کہنا ماننے والا بن گیا اور آپ پر فدا ہونے کے لئے تیار ہوگیا اور یہ حالت صرف دو چار آدمیوں کی نہیں ہوئی بلکہ جس نے بھی آپ کو دیکھا سنا اور سمجھا اس کی یہی کیفیت ہوگئی، اس طرح آپ کی دعوتی زندگی کی ۲۳ سالہ مدت میں ایمان والوں کی ایسی جماعت تیار ہوگئی جس کی نظیر تاریخ میں نہیں ملتی، یہی جماعت آپ کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد آپ کی پوری نیابت کرنے والی بن گئی، اس پر اس کام کو چلاتے رہنے کی ذمہ داری ڈالی گئی اور اس ذمہ داری کو اس نے پوری دیانت و امانت اور مکمل توجہ سے انجام دیا، اس کے سامنے اللہ کی خوشنودی اور حضور کی محبت اور آخرت کا مسئلہ تھا جس کو ان لوگوں نے دل و جان سے قبول کیا تھا، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو بھی ایمان لاتا خواہ امیر ہو یا غریب، معزز خاندان کا ہو یا کمزور پوزیشن کا، اس میں ایسا ہی پختہ ایمان پیدا ہوجاتا۔

یہ ایمان زیادہ تر دو اسباب سے پیدا ہوتا تھا ایک سبب اللہ تعالیٰ کا کلام معجز بیان تھا جس کو ایک بار بھی سن لینے سے آدمی کا دل بدل جاتا تھا، دوسرا سبب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و شفقت کو قریب سے دیکھ لینا تھا، قرآن مجید سن کر ایمان لانے والوں کی تعداد بھی خاصی تھی اور آپ کے اخلاق و بات چیت سن کر متاثر ہونے والوں کی تعداد بھی خاصی تھی، آپ سے متاثر ہونے کی ایک مثال ثمامہ بن اثال کا واقعہ ہے، وہ کہتے ہیں کہ "وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دشمنی بلکہ آپ کو نقصان پہنچانے کی نیت سے آئے، لیکن ملتے ہی بدل گئے اور کہنے لگے کہ یا رسول اللہ! قسم ہے خدا کی کہ سارے عالم میں مجھ کو آپ سے زیادہ کسی اور سے اتنی نفرت نہ تھی لیکن اب تو آپ ہی دنیا میں سب سے بڑھ کر پیارے معلوم ہوتے ہیں۔" (صحیح مسلم)

آپ پر ایمان لانے والوں کا حال آپ کی محبت اور تربیت سے ایسا ہی بن گیا کہ ان کے دلوں میں ایمان لاتے ہی اس طرح کی محبت اور فدائیت کی کیفیت پیدا ہوجاتی اور پھر آپ کی رہنمائی اور تعلیم و تلقین سے زندگی کے اعلیٰ حقائق سے واقفیت اس درجہ پیدا ہوجاتی کہ ان کو دین کی نصرت اور اپنے رب کے لئے فدائیت میں اعلیٰ مقصد کے لئے جاں نثار کردینے میں ادنیٰ تکلف نہ ہوتا اور اپنے معلم اور قائد نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر بے تکلف اپنی جان نثار کردینے کے لئے تیار ہوجاتے، اپنی مرضی اور خواہش میں خواہ کتنا سخت رہے ہوں آپ کی مرضی کے سامنے اس کو بالکل نظر انداز کردیتے اور آپ کی مرضی کے مطابق عمل کرتے۔

چنانچہ جو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا اس نے اسی بات کا ثبوت دیا، اس کی ایک بڑی مثال صلح حدیبیہ میں صحابہ کرامؓ کا قریش کی ظالمانہ شرائط کا قبول کرلینا اور آپ کی مرضی کے سامنے جھک جانا ہے اور غزوۂ خندق میں تین ہفتوں سے زیادہ فقر و فاقہ اور سخت سردی کی حالت میں اپنی جان ہتھیلی پر لئے جمے رہنا ہے اور غزوۂ احد میں جب دشمن شکست کھا کر بھاگنے لگے اور یہ دیکھ کر پہاڑی پر مقرر حفاظتی دستہ کے افراد میں سے اکثر نیچے اتر آئے اور دشمن نے

موقع مناسب سمجھ کر پلٹ کر حملہ کر دیا اور مسلمان فوج منتشر ہونے لگے اور تھوڑے وقت کے لئے افراتفری کی صورت بن گئی تو آپ کے گرد حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت عمرؓ جیسے صحابہ کرامؓ جم کر مقابلہ کرنے لگے اور آپ کو دشمن سے بچانے کے لئے دسیوں جاں نثار صحابہ کرامؓ آپ کے سامنے آگئے اور دشمنوں کے وار اپنے سینوں پر لئے اور سارے زخم برداشت کئے تاکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم محفوظ رہیں اور آپ پر قربان ہوگئے، حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ سامنے کر دیا اور تیروں کو روکنا شروع کیا، یہاں تک ان کی سب انگلیاں زخموں سے لہولہان ہوگئیں اور ہاتھ مفلوج ہوگیا، حضرت ابو عبیدہ بن الجراحؓ نے خود کی ایک کڑی کو اپنے دانتوں سے پکڑ کر نکالا تو اسی کے ساتھ ان کا ایک دانت بھی گر پڑا، دوسری کڑی نکالی تو دوسرا دانت بھی اس کے ساتھ باہر آگیا۔ حضرت ابو دجانہؓ ڈھال بن کر آپ کے سامنے کھڑے ہوگئے، تیر ان پر گرتے رہے، لیکن وہ اسی طرح آپ پر جھکے رہے یہاں تک کہ ان کی پیٹھ تیروں سے چھلنی ہوگئی۔ (سیرت ابن ہشام ۲: ۳۱۷)

غزوۂ احد کے بعد مسلمان مدینہ پہنچے تو راستہ میں بنی دینار کی ایک خاتون کے مکان پر ان کا گزر ہوا جس کے باپ، بھائی اور شوہر سب اس معرکہ میں کام آگئے تھے۔ باری باری تین حادثوں کی صدا ان کے کانوں میں پڑی تھی، لیکن وہ ہر بار صرف یہ پوچھتی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے ہیں؟ لوگوں نے کہا: بخیر ہیں، انہوں نے پاس آکر چہرۂ مبارک دیکھا اور بے اختیار پکار اٹھیں: "کل مصیبۃ بعدک جلل" (آپ کے ہوتے سب مصیبتیں ہیچ ہیں)۔ (سیرت ابن ہشام ۳: ۹۹)

جب کفار قریش زید بن الدثنہؓ کو قتل کرنے کے لئے حرم سے باہر لائے تو ابوسفیانؓ نے ان سے کہا: زید! میں تم سے قسم دلا کر پوچھتا ہوں کیا تم یہ پسند کرو گے کہ تم آرام سے اپنے گھر والوں میں رہو اور تمہاری جگہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں؟ زیدؓ نے جواب دیا کہ: مجھے تو یہ بھی گوارا نہیں کہ میں اپنے گھر میں آرام سے رہوں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک کانٹا بھی چبھے! ابوسفیانؓ نے اس پر کہا: میں نے کسی کو کسی سے اتنی محبت کرتے نہیں دیکھا جتنی محبت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی کرتے ہیں۔ (سیرت ابن ہشام ۳: ۱۷۲)

جو شخص بھی چند منٹ کے لئے ایمان کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتا وہ آپؐ پر سب کچھ قربان کر دینے کے لئے تیار ہو جاتا، سوائے ان بعض لوگوں کے جو مدینہ میں بسے یہودیوں کے دوست ہونے کی بنا پر بطور سازش اپنے کو مسلمان دکھانے کو اختیار کیا اور منافقین کے زمرہ میں شامل ہوگئے، وہ اپنے دوستوں اور یہودیوں کے پاس جا کر اپنی اصلی حالت کے مطابق کفر کی باتیں کرتے اور مسلمانوں کے سامنے ظاہر میں اپنے کو مسلمان دکھاتے اور جہاد میں جانے کا موقع آتا تو کوئی بصورت بہانے کرکے اپنے کو خطرہ میں پڑنے سے بچالیتے وہ اپنی اسی حرکت کی بنا پر منافق کی حیثیت سے پہچان لئے جاتے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے خلاف کارروائی اس لئے نہیں کی کہ غیروں کی نظر میں آپ کے عمل کے بارے میں بدگمانی نہ ہو، کیونکہ وہ ظاہر میں اپنے کو مسلمان بتاتے تھے ورنہ مکہ سے آئے ہوئے اور مدینہ منورہ کے بقیہ سب لوگ آپ پر فدا تھے اور ہر حکم کو بغیر کسی چوں چرا قبول کرتے تھے اور جو منافق تھے ان کی طرف سے خطرہ کے موقع پر بہانہ بازی اختیار کرتے رہنے سے وہ عام طور پر سب کی نگاہوں میں آگئے تھے، قرآن مجید میں ان کی نشاندہی بھی کردی گئی تھی اور ایمان و عزیمت والوں کا ذکر قرآن مجید میں بہت اعلیٰ اسلوب میں کیا گیا:

"مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعاً سُجَّداً يَّبْتَغُوْنَ فَضْلاً مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَاناً سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ أَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيْلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهٗ فَآزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّأَجْراً عَظِيْماً۔" (الفتح: ۲۹)

ترجمہ: "محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں، کافروں پر سخت ہیں، آپس میں رحمدل ہیں، تو انہیں دیکھے گا کہ رکوع اور سجدہ کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ کے فضل اور رضامندی کی جستجو میں ہیں، ان کا نشان ان کے چہروں پر سجدوں کے اثر سے ہے، ان کی یہی مثال توریت میں ہے اور ان کی مثال انجیل میں ہے، مثل اس کھیتی کے جس نے اپنا انکھوا نکالا، پھر اسے مضبوط کیا اور وہ موٹا ہوگیا، پھر اپنے تنے پر سیدھا کھڑا ہوگیا اور کسانوں کو خوش کرنے لگا تاکہ ان کی وجہ سے کافروں کو چڑائے، ان ایمان والوں اور نیک اعمال والوں سے اللہ تعالیٰ نے بخشش کا اور بہت بڑے اجر کا وعدہ کیا ہے۔"

چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت اور محبت سے صحابہ کرامؓ کی جو جماعت بنی وہ ایمان اور محبت رسول اور آپ کے لائے ہوئے دین اسلام کی پیروی میں ناقابل تسخیر پہاڑ کی طرح تھی اور بتدریج اتنی بڑی تعداد میں یہ جماعت تیار ہوئی کہ تاریخ انسانی میں صالح ترین اور پختہ ایمان اور دین میں پختگی رکھنے والی اتنی بڑی جماعت ہونے کی مثال نہیں ملتی اور یہ دراصل اللہ تعالیٰ کی طرف سے تھا، جس نے یہ فیصلہ کیا کہ آپ کے بعد کسی نبی کے آنے کی ضرورت نہیں اور

آپ کی صحبت اور رہنمائی حاصل کرنے والوں کی جماعت کو ایسے صفات اور کردار کا بنادیا کہ وہ نبوت کی پوری نیابت کرتے ہوئے اس دین کو اور اعلیٰ انسانی صفات کو آگے بڑھائیں، اس کے افراد میں سے ہر ایک اپنی جگہ آفتاب و ماہتاب تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں تصدیق بھی کی، فرمایا:

"اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم" (الحدیث)

ترجمہ: "میرے اصحاب ستاروں کی طرح ہیں، ان میں سے جس کی اتباع کرو گے ہدایت پر رہو گے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو جتنا زیادہ قریب رہا اس کو اتنی زیادہ اولیت حاصل ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے زیادہ قریب حضرت ابوبکر صدیقؓ رہے کہ جن سے آپ کی رفاقت اور دوستی نبوت سے پہلے سے تھی، وہ تقریباً آپ کے ہم عمر تھے، صرف دو ڈھائی سال چھوٹے تھے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اس دین اسلام کو قائم رکھنے اور آگے بڑھانے کی ذمہ داری سب سے پہلے آپ کو ملی اور آپ خلیفہ اول ہوئے، پھر اسی ترتیب سے آپ کے بعد تین دیگر خلفاء ہوئے جو آپ کے سچے جانشین ہوئے اور خلفائے راشدین کہلائے، ان سب کے ذریعہ خلافت راشدہ یعنی اعلیٰ معیاری خلافت کا سلسلہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ۳۰ سال تک جاری رہا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی کے ذریعہ جو اخلاق و صفات اور زندگی کی مختلف ذمہ داریوں میں جو طریقہ عمل اختیار کیا تھا اور اپنے صحابہ کرامؓ کو اس کی تربیت دی تھی اس کے مطابق اسلامی دستور حیات کو صحابہ کرامؓ کے ذریعہ بے کم و کاست جاری کیا جاتا رہا جس کے ذریعہ آئندہ کے لئے اعلیٰ نظیر بن گئی اور دین صحیح کا راستہ روز روشن کی طرح مقرر ہو گیا اور بعد میں آنے والوں کے لئے نمونہ بن گیا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ۲۳ سالہ تربیت و ہدایات کے بعد آپ کے معتمد ترین اصحابؓ کے پاس ۳۰ سال تک اس ذمہ داری کے رہنے سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے معتمد ترین خلفاء کے نظام و انصرام کی یہ ۳۰ سال کی مدت ایسی مدت تھی کہ اس کے اختتام پر نظم و انتظام سنبھالنے کا کام نئی نسل تک بتدریج منتقل ہوا جس کو براہ راست حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سرپرستی نہیں ملی تھی، لیکن عین حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے اختیار کردہ طریقہ کی طرح تھی اور یہ دراصل اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی انتظام تھا وہ یہ کہ آپ کی نبوت کے آخری دس سال وحی الٰہی کی روشنی میں اور خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سرپرستی میں، پھر تیس سال آپ کے تربیت یافتہ حضرات کے تحت نمونہ کا نظام اسلامی چلے، اس طرح چالیس سال میں دین اسلام کا نمونہ کا نظام اسلامی سامنے آجائے اور قیامت تک وہ معیاری نمونہ کے طور پر سامنے رہے، کیونکہ دین مکمل کردیا گیا اور اسی مکمل دین کو جاری رکھنا ہے اور قیامت تک انسانوں کی صلاح و فلاح کے لئے وہ بالکل کافی ہے، اس لئے کہ وہ اللہ رب العزت کی طرف سے قیامت تک کے لئے دیا ہوا دین ہے جو انسانوں کے مزاج اور ضرورتوں کو شروع سے آخر تک جاننے والا بلکہ بنانے والا ہے، اسی لحاظ سے اس کو مکمل فرمادیا گیا اور اللہ کی طرف سے اس کی حفاظت کا وعدہ بھی فرمادیا گیا:

"إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ۔" (الحجر:۹)

ترجمہ: "بے شک یہ (کتاب) نصیحت ہم ہی نے اتاری ہے اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں۔"

دوسری جگہ ارشاد ہے:

"الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا۔" (المائدہ:۳)

ترجمہ: "آج ہم نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کردیا اور اپنی نعمتیں تم پر مکمل کردیں اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جن حضرات کو یہ سلسلہ چلانا تھا وہ آپ کے اصحاب کی یہی جماعت تھی جس کو صحابۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ملا، اسی جماعت نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد چالیس سال تک مثالی نمونہ کے طور پر آسمانی شریعت انسانوں میں نافذ کیا، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل کو اچھی طرح سمجھا تھا اور وہ اس کے لئے اپنی مرضی اور خواہشات کو مٹا چکے تھے اور اپنے نبی کا آئینہ بن چکے تھے، وہ کوئی ایسی بات نہیں کہہ سکتے اور نہ کرسکتے تھے جو اللہ کے رسول کی مرضی کے خلاف ہو، یہ جماعت، جماعت صحابہؓ کہلائی جن کی تعداد ہزاروں سے زیادہ ہوئی۔

رب العالمین کی طرف سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ مسلمانوں کو عطا کردہ جو شریعت ہے اور زندگی کی صلاح اور فلاح کے لئے جو احکام ہیں وہ ہم کو صحابہ کرامؓ کے توسط سے ہی ملے ہیں، صحابہ کرامؓ کا ایمان و تقویٰ اتنا عظیم اور محکم تھا کہ رب العالمین کی طرف سے اپنے دین کو بے کم و کاست پہنچانے اور کمال دیانتداری کے ساتھ آنے والی نسلوں تک منتقل کرنے کے لئے حضرات صحابہ کو ذریعہ بنایا گیا۔ اسی طرح شریعت اسلامی اور دین متین جو ہم کو پہنچا اس کی صحت و حقانیت کو اعتبار و اعتماد صحابہ کرامؓ کی امانت و دیانت ہی سے حاصل ہوا اور یہ اعتماد رب العالمین کی طرف سے صحابہ کرامؓ کو اس دین متین کے احکام و تفصیلات کو بیان کرنے کے لئے اختیار کرنے سے بنا اور خاتم الرسل سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس جماعت کو جو محبت و عقیدت اور وابستگی تھی اس نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے کے ساتھ ان حضرات سے بھی محبت کرنے کو ضروری بنادیا، اس طرح صحابہ کرامؓ بھی ہمارے مطاع اور مقتدا بنے۔ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ۔ ☆☆

حضرت مہدی علیہ الرضوان اور مرزا قادیانی

چند غلط فہمیوں اور تلبیسات کا ازالہ

تیسری قسط

حافظ عُبید اللہ

لیجئے! مرزا نے ''نامعلوم'' اہل کشف کا نام لے کر اپنے آپ کو آخری اور ''مہدی خاتم الولایت'' بھی ثابت کردیا، اور حضرت آدم وحوا علیہما السلام کو ''جڑواں'' بھی ثابت کردیا، اور یہ بھی دعویٰ کرڈالا کہ میری پیدائش اسی طرح ہوئی جیسے حضرت آدم وحوا علیہما السلام کی ہوئی تھی، اور یہ اعلان بھی کردیا کہ میرے بعد کوئی مہدی نہیں ہوگا، یہ الگ بات ہے کہ اس تحریر میں مرزا نے ''خاتم الاولاد '' کا مفہوم یہ بیان کیا کہ جس کے بعد اس کے ماں باپ کے گھر کوئی لڑکی یا لڑکا پیدا نہ ہو، اور ''مہدی خاتم الولایت'' کا مفہوم یہ بتایا کہ جس کے بعد اور کوئی مہدی نہ ہو، پھر نہ جانے ''خاتم النبیین'' کا جب یہ مفہوم بیان کیا جائے کہ وہ نبی جن کے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہو تو مرزا قادیانی اور اس کی امت کیوں پیچ وتاب کھاتی ہے؟۔

مرزا قادیانی کے جھوٹوں کی بات چلی ہے تو ''مہدی'' کے موضوع سے متعلق مرزا قادیانی کے چند مزید جھوٹ ملاحظہ فرمائیں، ایک جگہ لکھتا ہے:۔

''پھر آپ نے الآیات بعد المائتین کہہ کر مہدی موعود کی پیدائش کو تیرھویں صدی قرار دیا۔'' (ایام الصلح، رخ14، صفحہ 400)

یہاں مرزا نے ایک روایت کی طرف اشارہ کیا ہے جو سنن ابن ماجہ وغیرہ میں مذکور ہے (دیکھیں: سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر 4057)، اگرچہ اس روایت میں ایک راوی ہے: ''عون بن عمارة العبدی'' جس کو امام ابوزرعہ نے ''منکر الحدیث''، امام ابوحاتم نے ''منکر الحدیث اور ضعیف'' اور امام ابوداؤد نے بھی ''ضعیف'' کہا ہے (بحوالہ: تہذیب التہذیب، جلد 3، صفحہ 339، مؤسسة الرسالة)، نیز امام ابن جوزی نے اس روایت کے بارے میں صاف الفاظ میں لکھا ہے کہ: ''هذا حديث موضوع على رسول الله صلى الله عليه وسلم.'' یہ حدیث موضوع ہے (الموضوعات لابن الجوزی، جلد3، صفحہ 198، طبع المکتبة السلفیة، مدینہ منورہ) اور حافظ ابن کثیرؒ نے بھی لکھا ہے ''لا يصح'' یہ حدیث صحیح نہیں ہے (البدایة والنهایة، جلد 17، صفحہ 22، طبع دار ابن کثیر)، لیکن اگر یہ روایت بفرض محال صحیح بھی تسلیم کرلی جائے تو اس میں جو عربی الفاظ ہیں ''الآيات بعد المائتين '' ان کا ترجمہ ہے ''نشانیاں دوسو (200) کے بعد ہوں گی'' یہاں ''دوسو'' کا ذکر ہے نہ کہ ''بارہ سو'' کا جسے مرزا قادیانی ''تیرھویں صدی'' بنا رہا ہے، اور نہ ہی یہاں ''مہدی کی پیدائش'' کا کوئی نام ونشان، لیکن مرزا قادیانی انتہائی بے شرمی کے ساتھ اس (موضوع) روایت سے یہ ثابت کررہا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس میں یہ خبر دی ہے کہ مہدی موعود کی پیدائش تیرھویں صدی میں ہوگی۔ لعنة الله على الكاذبين۔

ایک اور جگہ تو مرزا قادیانی نے کذب بیانی کی انتہا کردی، لکھتا ہے:

''ایسا ہی احادیث صحیحہ میں آیا تھا کہ وہ مسیح موعود صدی کے سر پر آئے گا اور وہ چودھویں صدی کا مجدد ہوگا۔''

(ضمیمہ براہین احمدیہ، رخ21، صفحہ 359)

یہ بھی مرزا قادیانی کا احادیث شریفہ پر جھوٹ ہے، مرزا کو مرے ہوئے سو سال سے زیادہ ہوچکے لیکن آج تک اس کا کوئی امتی ''احادیث صحیحہ'' تو کیا صرف ایک صحیح حدیث بھی ایسی پیش نہیں کرسکا جس میں یہ بیان ہو کہ ''مسیح موعود چودھویں صدی کا مجدد ہوگا''، اور جب تک ایسی صحیح حدیث نہیں ملتی اُس وقت تک مرزا قادیانی پر لعنت برستی رہے گی کیونکہ اُس نے خود لکھا تھا:۔

''خدا کی جھوٹوں پر نہ ایک دم کے لئے لعنت ہے بلکہ قیامت تک لعنت ہے۔''

(اربعین نمبر4، رخ17، صفحہ 398)

مرزا قادیانی اپنے آپ کو فاطمی اور اہل بیت رسول ﷺ کا فرد بتاتا ہے

اب آیئے مرزا قادیانی کے مزید بیانات کا مطالعہ کرتے ہیں، لکھتا ہے:۔

''بھلا اگر مجھے قبول نہیں کرتے تو یوں سمجھ لو کہ تمہاری حدیثوں میں لکھا ہے کہ مہدی موعود خَلق اور خُلق میں ہمرنگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا اور اُس کا اسم آنجناب کے اسم سے مطابق ہوگا یعنی اس کا نام بھی محمد اور احمد ہوگا اور اس کے اہل بیت میں سے ہوگا''...... (پھر اس مقام پر حاشیہ آرائی کرتے ہوئے لکھتا ہے)......

’’یہ بات میرے اجداد کی تاریخ سے ثابت ہے کہ ایک دادی ہماری شریف خاندان سادات سے ہے اور بنی فاطمہ میں سے تھی اس کی تصدیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کی اور خواب میں مجھے فرمایا کہ سلمان منا اھل البیت علی مشرب الحسن ۔میرا نام سلمان رکھا یعنی دو سلم ۔اور سلم عربی میں صلح کو کہتے ہیں۔ یعنی مقدر ہے کہ دو صلح میرے ہاتھ پر ہوں گی۔ ایک اندرونی کہ جو اندرونی بغض و شحناء کو دور کرے گی دوسری بیرونی عداوت کے وجوہ کو پامال کر کے اسلام کی عظمت دکھا کر غیر مذہب والوں کو اسلام کی طرف جھکا دے گی۔ معلوم ہوتا ہے کہ حدیث میں جو سلمان آیا ہے اس سے بھی میں مراد ہوں ورنہ اس سلمان پر دو صلح کی پیشگوئی صادق نہیں آتی۔ اور میں خدا سے وحی پا کر کہتا ہوں کہ میں بنی فارس میں سے ہوں اور بموجب اُس حدیث کے جو کنز العمال میں درج ہے بنی فارس بھی بنی اسرائیل اور اہل بیت میں سے ہیں اور حضرت فاطمہ نے کشف حالت میں اپنی ران پر میرا سر رکھا اور مجھے دکھایا کہ میں اس میں سے ہوں چنانچہ یہ کشف براہین احمدیہ میں موجود ہے۔‘‘

(ایک غلطی کا ازالہ،رخ 18،صفحات 212،213)

مرزا قادیانی کی اس تحریر میں اتنا دجل وفریب اور حماقتیں ہیں کہ اُس کا پوسٹ مارٹم کرنے کے لئے کئی صفحات درکار ہیں، ہم اس حوالے سے صرف یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ مرزا یہ تسلیم کررہا ہے کہ احادیث میں یہ بات بیان ہوئی ہے کہ آنے والے مہدی کا نام محمد یا احمد ہوگا اور وہ آپ ﷺ کے اہل بیت میں سے ہوگا، اور پھر وہ اپنے آپ کو’’اہل بیت رسول ﷺ‘‘ میں سے ثابت کرنے کے لئے یہ دعویٰ کررہا ہے کہ خواب میں نبی کریم ﷺ نے میرے بارے میں فرمایا ہے کہ’’سلمان میرے اہل بیت میں سے ہے‘‘ اور یہی نہیں ایک روایت کتب حدیث میں مذکور ہے جس میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا تھا کہ ’’سلمان منا اھل البیت ‘‘سلمان تو ہمارے گھر کے ایک فرد کی طرح ہیں (یہ روایت مستدرک حاکم میں وغیرہ میں ہے جسے امام ذہبی نے تلخیص المستدرک میں ضعیف بتلایا ہے، دیکھیں مستدرک حاکم ،روایت نمبر 6541،جلد 3،صفحہ 691،طبع دار الکتب العلمیۃ بیروت،نیز ان الفاظ کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ حضرت سلمان بنی ہاشم کے خاندان سے ہیں) لیکن مرزا قادیانی نہایت بے شرمی کے ساتھ لکھ رہا ہے کہ مجھے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس حدیث میں بھی سلمان سے مراد میں ہوں، پھر سب کو پتہ ہے کہ مرزا قادیانی کا خاندان مغل برلاس ہے تو اپنے آپ کو’’بنی فاطمہ‘‘ بنانے کے لئے پہلے یہ فریب دے رہا ہے کہ میری ایک دادی سادات اور بنی فاطمہ میں سے تھی، پھر یہ دھوکہ دے رہا ہے کہ میرے خدا نے مجھے یہ بتایا ہے کہ (تو مغل برلاس نہیں) بلکہ بنی فارس میں سے ہے ،یوں مرزا’’مغل برلاس‘‘ سے’’فارسی‘‘ بن گیا، دوسرے مرحلے میں اپنے آپ کو’’بنی اسرائیل‘‘ اور ’’بنی فاطمہ‘‘ بنانے کے لئے کسی (نامعلوم) حدیث کا حوالہ دے رہا ہے کہ بنی فارس اصل میں بنی اسرائیل اور اہل بیت ہیں، نیز آخر میں حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے متعلق اپنا ایک کشف بھی بیان کیا ہے جس کو ہم نے حوالہ مکمل کرنے کے لئے نقل تو کردیا ہے لیکن یقین کریں ہمارے قلم میں مرزا قادیانی کی طرف سے کی گئی اس توہین اور بے ادبی پر تبصرہ کرنے کی تاب نہیں۔

الغرض! آپ پہلے مرزا قادیانی کی یہ تحریر پڑھ چکے ہیں کہ ’’میرا یہ دعویٰ نہیں ہے کہ میں وہ مہدی ہوں جو مصداق من ولد فاطمہ ومن عترتي وغیرہ ہے‘‘، لیکن یہاں وہ اپنے آپ کو’’بنی فاطمہ اور اہل بیت رسول ﷺ‘‘ میں سے ثابت کرنے پر مُصر ہے اور اپنے خودساختہ خوابوں اور کشوف کو دلیل کے طور پر پیش کررہا ہے۔

مرزائی پاکٹ بک کا ایک شگوفہ

مرزائی پاکٹ بک کا مصنف ملک عبدالرحمن خادم گجراتی کا مرزا کو حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی اولاد سے ثابت کرنے کے لئے لکھا گیا لطیفہ ملاحظہ ہو،لکھتا ہے:

’’حضرت مسیح موعود ......(یعنی نقلی مسیح مرزا قادیانی۔ناقل) بھی بنی فاطمہ میں سے ہیں کیونکہ آپ کی بعض دادیاں سادات میں سے تھیں۔‘‘ (مرزائی پاکٹ بک،صفحہ 653)

اب چونکہ معمولی سمجھ بوجھ رکھنے والا آدمی بھی جانتا ہے کہ کسی کا خاندان وہ ہوتا ہے جو اس کے باپ دادا کا ہوتا ہے نہ کہ دادی یا پڑدادی کا،تو خادم گجراتی نے ایک اور فریب دیا اور لکھا:

’’اگر کہو کہ نسل ماں کی طرف سے نہیں بلکہ باپ کی طرف سے چلتی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ قاعدہ عام خاندانوں میں ہو تو ہو،مگر خاندان سادات میں ابتداء ہی سے نسل لڑکی کی طرف سے چلتی ہے کیونکہ اس خاندان کی نسل حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے چلی تھی۔‘‘

(مرزائی پاکٹ بک،صفحہ 653)

اب اسے جہالت کہیں یا دجل وفریب کہ پہلے بلا دلیل وثبوت یہ دعویٰ کیا گیا کہ مرزا قادیانی کی دادیوں میں سے بعض دادیاں خاندان سادات میں سے تھیں، پھر یہ دھوکہ دیا جارہا ہے کہ سادات کی نسل لڑکی کی طرف سے چلتی ہے،یعنی اس مرزائی منطق

کی رو سے اگر ایک سیدہ عورت (یعنی ہاشمیہ) کا نکاح کسی غیر سید (غیر ہاشمی) مرد کے ساتھ ہوجائے تو ان کی ہونے والی اولاد ''سید'' اور ''ہاشمی'' ہوگی کیونکہ ماں سید ہے۔اب ہمارا سوال یہ ہے کہ اگر ایک سید مرد کا کسی غیر سید عورت کے ساتھ نکاح ہوجائے تو ان کی ہونے والی اولاد سید ہوگی یا نہیں؟ کیا سادات کی نسل ماں اور باپ دونوں طرف سے چلتی ہے؟ پھر اس مرزائی مربی کو یہ بھی پتہ نہیں کہ ''سادات'' صرف حضرت علی وفاطمہ رضی اللہ عنہما کی اولاد میں منحصر نہیں بلکہ ان تمام بنی ہاشم کی اولاد کو سادات ہی کہا جاتا ہے جن پر صدقہ حرام کیا گیا اور اس میں حضرت علی، حضرت عقیل، حضرت جعفر اور حضرت عباس رضی اللہ عنہم سب کی اولاد شامل ہے (دیکھیں: صحیح مسلم، روایت نمبر 2408، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل علي بن ابي طالب رضي الله عنه وغيره من الكتب)، پھر حدیث کے اندر حضرت مہدی علیہ الرضوان کو ''ولد فاطمہ'' سے بتایا گیا ہے یعنی وہ حضرت علی وفاطمہ رضی اللہ عنہما کی اولاد سے ہوں گے اور ظاہر ہے حضرت علی وفاطمہ رضی اللہ عنہما کی اولاد ان کے بیٹوں سے چلی ہے نہ کہ بیٹیوں سے، لیکن قادیانی منطق کا یہ کمال ہے کہ حسب ضرورت بیک وقت کسی کو سید بھی، فارسی بھی، مغل برلاس بھی، اسرائیلی بھی اور چینی بھی بنا سکتی ہے۔

مرزا کا اقرار کہ آنے والے مہدی کا نام ''محمد بن عبداللہ'' ہوگا

آنے والے مہدی کا نام کیا ہوگا؟ مرزا قادیانی کی ایک اور تحریر ملاحظہ فرمائیں:

''اور جب تم اشد سرکشیوں کی وجہ سے سیاست کے لائق ٹھہر جاؤ گے تو محمد بن عبداللہ ظہور کرے گا جو مہدی ہے۔''

(ازالہ اوہام، رخ 3، صفحہ 409)

مرزا کا خونی مہدی اور خونی مسیح

اب ملاحظہ فرمائیں اپنے آقا انگریز کی حکومت کے بارے میں لکھتا ہے:

''میری ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت (یعنی انگریزی حکومت۔ ناقل) کے سچے خیر خواہ ہوجائیں اور مہدی خونی اور مسیح خونی کی بے اصل روایتیں اور جہاد کے جوش دلانے والے مسائل جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں۔ ان کے دلوں سے معدوم ہوجائیں پھر کیونکر ممکن تھا کہ میں اس سلطنت کا بدخواہ ہوتا یا کوئی ناجائز باغیانہ منصوبے اپنی جماعت میں پھیلاتا جبکہ بیس برس تک یہی تعلیم اطاعت گورنمنٹ انگریزی کی دیتا رہا۔''

(تریاق القلوب، رخ 15، صفحات 155، 156)

یہ ایک الگ موضوع ہے کہ مرزا قادیانی نے غاصب انگریزوں کے خلاف مسلمانوں کے دلوں سے جذبہ جہاد کو ختم کرنے کے لئے طرح طرح سے کوششیں کیں، وہ ظالم انگریزوں کے خلاف لڑائی کو ''غدر اور بغاوت'' کہا کرتا تھا اور وہ خود اقرار کرتا ہے کہ اس کا خاندان انگریزوں کا خود کاشتہ پودا تھا اس لئے ہمیشہ انگریزوں کی مدد کرتا رہتا تھا، لیکن یہاں آپ ان دو الفاظ پر غور کریں ''مہدی خونی اور مسیح خونی'' یہ الفاظ مرزا قادیانی کے ایجاد کردہ ہیں اہل سنت کی کسی کتاب میں ایسے الفاظ کہیں نہیں پائے جاتے۔

(جاری ہے)

سانحہ ارتحال

سکھر..... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پنوعاقل کے خازن حافظ عبدالغفار شیخ کے والد ماجد جناب شمس الدین شیخ انتقال کرگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم پابند صوم وصلوٰۃ، علماء کرام سے محبت کرنے والے اور حضرت بالیجوئیؒ کے مرید خاص تھے۔ مرحوم جماعت کے ساتھ چلے پر گئے گھر سے جاتے ہوئے تمام عزیز واقارب کی دعوت کی اور ان تمام سے کہا سنا معاف کرایا، حتیٰ کہ محلے کے بچوں سے بھی جاتے ہوئے کہا کہ میں تمہیں گلی میں کھیلنے سے روکتا، ناراض ہوتا تھا معاف کردینا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر کے مبلغ مولانا محمد حسین ناصر ان سے ملے جس دن وہ چلے پر جارہے تھے تو کہنے لگے کہ دعا کریں اللہ پاک اسی سفر میں موت دے، بس ایسی دعا قبول ہوئی کہ اللہ پاک نے اسی سفر میں موت دی۔ چالیس دن پورے ہوگئے بارہ دن بہاولپور باقی دن مردان میں جمعرات کو چلہ پورا ہوا، ابھی مردان سے پنوعاقل کے لئے روانہ ہوئے تھے کہ اسلام آباد پہنچے بلڈ پریشر لو ہوگیا اور اللہ کو پیارے ہوگئے۔ مرحوم کی عمر تقریباً ۵۸ سال تھی، مرحوم نے اپنے دو بیٹے حافظ عبدالغفار شیخ، عبدالحق شیخ و دیگر لواحقین کو چھوڑا ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمن جالندھری، مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اکرم طوفانی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا محمد علی صدیقی، مولانا محمد حسین ناصر، مولانا تجمل حسین و دیگر حافظ عبدالغفار شیخ، عبدالحق شیخ اور محمد شاہد شیخ کے غم میں برابر کے شریک ہیں اور دعاگو ہیں کہ اللہ پاک مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے۔ آمین۔ قارئین اور تمام جماعتی احباب سے درخواست ہے کہ شمس الدین شیخ کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں اور ان کی بلندیٔ درجات کی دعا کریں۔

ختم نبوت کی اہمیت.....اکابر کی نظر میں!

خطاب: حضرت مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ مدظلہ (دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک)

ضبط و ترتیب: مولانا محمد قاسم

حمد وثنا کے بعد فرمایا:

قابل صد احترام علماء کرام، مشائخ عظام اور میرے بھائیو! میری خوش قسمتی ہے کہ میں علاج کے لئے کراچی آیا ہوا تھا، ساتھیوں نے کہا کہ یہاں شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی نور اللہ مرقدہ کی یاد میں ایک تعزیتی اجلاس ہے، اس میں آپ شرکت فرمائیں، چنانچہ میں بھی اپنے ساتھیوں کے ہمراہ شریک ہوگیا۔

چند مہینے قبل دارالعلوم دیوبند اور ان علاقوں کی زیارت کے سلسلے میں ہم ہندوستان گئے تھے تو حضرت شیخ الحدیث صاحب نور اللہ مرقدہ کی رفاقت نصیب ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو ظاہری و باطنی کمالات سے نوازا تھا۔ حافظہ اتنا مضبوط تھا کہ وہاں کے تمام حالات ہم ان سے سنتے رہے۔ جہاں بھی اپنے اکابر مشائخ کے مزارات پر جاتے تو وہ ہمیں تفصیلات بتاتے۔ یقیناً اکابرین کی جدائی بہت عظیم صدمہ ہے اور ہمارے اسلاف و اکابر کے وجود، وہ تمام امت کے لئے ایک سرمایہ ہدایت ہوتے ہیں، یقیناً ان کی جدائی ہمارے لئے بہت بڑا صدمہ ہے لیکن: ''ان للّٰہ ما اخذ ولہ ما اعطٰی'' ہمارا ایمان ہے کہ اس دنیا کی زندگی ابدی نہیں ہے، فانی زندگی ہے، لیکن علماء کے لئے خوش قسمتی ہے کہ ان کے لیل و نہار کے لمحات ''قال اللّٰہ'' اور ''قال الرسول'' میں گزرتے ہیں۔ ہمارے جتنے اکابر ہیں اور بالخصوص ختم نبوت کے اکابر، یہ ہمارے لئے سرمایہ حیات ہیں۔

حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری نور اللہ مرقدہ.... میں مدینہ منورہ میں تھا، چھٹیوں میں یہاں آیا ہوا تھا۔ قاری سعید الرحمنؒ کی ملاقات کے لئے راولپنڈی گیا تو قاری صاحبؒ نے بتایا کہ آج حضرت بنوریؒ ختم نبوت کے اجلاس میں شرکت کے لئے تشریف لارہے ہیں۔ ہم ایئرپورٹ گئے، حضرت تشریف لائے، گاڑی میں سوار تھے۔ حضرت نے قاری صاحبؒ کو کہا کہ قاری صاحب! ہوٹل میں اچھے اچھے کمرے لیں اور جو بھی مہمان آئیں ان کے لئے بہترین کھانا اور چائے کا انتظام کریں تاکہ قادیانی یہ نہ کہیں کہ گویا خادمان محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دولت نہیں ہے۔ انہوں نے وہاں ناشتہ کیا۔ پھر کہا: مجھے سعودی سفارت خانہ جانا ہے۔ میں اور قاری صاحب ساتھ گئے۔ ان دنوں سفارت خانے میں ریاض الخطیب سفیر تھے، انہوں نے بڑے اعزاز و اکرام کے ساتھ خیر مقدم کیا۔ بیٹھے تو شعر و شاعری شروع ہوگئی، عربی اشعار اور عرب کے شعرأ کا تذکرہ ہونے لگا، فلاں شاعر نے یہ کہا ہے، فلاں نے یہ کہا ہے، حضرت بنوریؒ کا ادبی مزاج تو بہت اونچا تھا۔ کافی دیر تک اس پر باتیں ہوتی رہیں، پھر حضرت بنوریؒ نے فرمایا کہ واقعی ان اشعار میں اور اس گفتگو میں تو لذت ہے لیکن میں ایک اہم کام کے لئے آیا ہوں، ریاض الخطیب متوجہ ہوئے۔ فرمایا: آپ کو معلوم ہے کہ یہاں ختم نبوت کا مسئلہ ہے؟ میں نے تمام دُوَلِ اسلامیہ کے سربراہوں کو خطوط لکھے ہیں، یہاں سے اگر میں بھیجوں گا تمام سنسر ہوجائیں گے۔ یہ آپ کی ذمہ داری ہے کہ آپ اس کو کسی طریقے سے سعودیہ سے ان تمام بادشاہوں کے نام ارسال کریں اور خاص کر شاہ فیصل (مرحوم) کو اس بات پر متوجہ کریں کہ یہ کوئی معمولی مسئلہ نہیں ہے، ختم نبوت کا مسئلہ ایک بنیادی مسئلہ ہے تاکہ وہ بھٹو (ذوالفقار علی بھٹو مرحوم) پر زور دیں کہ لازماً اس گمراہ طائفہ کے بارے میں وہ فیصلہ دے کہ ''یہ مرتد اور کافر ہیں۔'' انہوں نے کہا کہ یہ میری ذمہ داری ہے۔ کل میں ویسے بھی جارہا ہوں، یہ سب خطوط وہاں سے میں انشاء اللہ! بھیج دوں گا اور شاہ فیصل کو اس بارے میں متوجہ کروں گا۔ تو میں یہ عرض کررہا ہوں کہ ہمارے اکابر نے اس مسئلے کو بہت اہمیت دی ہے، یہ کوئی معمولی مسئلہ نہیں ہے۔

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کا راولپنڈی میں، اسی موضوع پر جلسہ تھا۔ ہم شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خانؒ کے مدرسے میں پڑھتے تھے۔ مولانا غلام اللہ خانؒ نے درس میں کہا کہ احراریوں سے مجھے محبت نہیں ہے، یہ توحید بیان نہیں کرتے۔ ان کا عجیب مزاج تھا۔ طلبا بھی عجیب ہیں، شاہ جیؒ کی خدمت میں ایک طالب علم نے یہ بات پہنچائی کہ آج تو مولانا بڑے غصے میں تھے کہ احراریوں سے مجھے محبت نہیں ہے، یہ توحید بیان نہیں کرتے۔

عظیم الشان جلسہ تھا، ان دنوں اس جگہ کو کمپنی باغ کہتے تھے۔ اب تو اس کو لیاقت باغ کہتے ہیں، کیونکہ لیاقت علی خان کی شہادت وہاں ہوئی ہے۔ جلسہ شروع ہوا اور مولانا عبدالمنان ہزاروی جو جمعیت علماء ہند کے ناظم رہ چکے تھے، وہ موئی منڈی میں خطیب تھے، وہ اسٹیج سیکریٹری تھے۔ انہوں نے مجلس احرار اسلام کی تمام قربانیاں بیان کیں کہ اس مجلس نے یہ کام کیا، یہ کیا، یہ کیا! پھر کچھ نظمیں سنائی گئیں، پھر شاہ جیؒ کی تقریر کا اعلان ہوا۔ اسٹیج پر بڑے بڑے علماء جلوہ افروز تھے۔ شاہ جیؒ نے ”یایها الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقون “(البقرہ:۲۱) پر تقریر شروع کی۔ ڈھائی گھنٹے توحید پر بولتے رہے۔ پھر درمیان میں لوگوں سے پوچھنے لگے: جو اللہ کے سوا غیروں سے مانگتا ہے، غیروں کو نذرو نیاز دیتا ہے، وہ کیسا ہے؟ سب نے کہا کہ کافر و مشرک۔ شاہ جیؒ بڑے غصہ ہوئے کہ خاموش ہو جاؤ، سب مفتی کے بچے بن گئے ہو۔ اسٹیج پر مولانا عزیزالدین بھی جلوہ افروز تھے جو شاہ انور شاہؒ کے تلامذہ میں سے تھے اور شاہ جیؒ کے ہم درس رہ چکے تھے، ان کو مخاطب ہو کر کہنے لگے: خطیب صاحب! آپ بتائیں! انہوں نے بھی یہی جواب دیا کہ جو اللہ کے سوا غیروں سے مانگتا ہے، غیروں کو نذرو نیاز (دیتا ہے) وہ کافر اور مشرک ہے تو شاہ جیؒ نے کہا: مفتی صاحب! آپ نے بھی حرام کی روٹیاں کھائی ہیں! پھر مولانا غلام اللہ خانؒ کی طرف متوجہ ہوئے کہ آپ بتائیں؟ انہوں نے بھی کہا کہ کافر و مشرک ہے۔ شاہ جیؒ کے وہ بھی ہم درس رہ چکے تھے اور دونوں کے درمیان بہت زیادہ محبت اور شفقت تھی شاہ جیؒ نے ان کو کہا: مولانا! آپ نے کفر و شرک کے علاوہ بھی کوئی مسئلہ سیکھا ہے؟ ان کو بھی خاموش کر دیا! سب لوگ حیران کہ شاہ جیؒ کیا کہہ رہے ہیں؟ شاہ جیؒ نے تین چار منٹ کی خاموشی کے بعد ”ان شر الدواب“ (الانفال:۵۵) کی آیت پڑھی (اور فرمایا): جو اللہ کے سوا غیروں سے مانگتا ہے، غیروں کو نذرو نیاز (دیتا ہے) وہ سور ابن سور، خنزیر ابن خنزیر ہے۔ تم اس کو کافر و مشرک کہہ کے انسانیت کے دائرے میں لے آتے ہو، اللہ نے ان کو انسانیت کے دائرے سے نکالا ہے۔

یہ جدا بات ہے کہ ہم نے مسئلہ ختم نبوت کو اس لئے ترجیح دی ہے کہ یہ فتنہ (فتنہ قادیانیت) استعماری طاقت کی پشت پناہی لئے ہوئے پھیل رہا ہے۔ ہم الحمدللہ! توحید (بھی بیان کرتے ہیں) لیکن اس مسئلے کو مجلس احرار اسلام نے اس لئے ترجیح دی ہے کہ یہ معمولی مسئلہ نہیں ہے۔ ہم اتنے نکمے نہیں ہیں کہ ہم مسئلہ نہیں جانتے لیکن یہ ایک بہت حساس موضوع ہے کہ علماء اگر خاموش رہیں پھر تمہاری یہ مساجد، تمہاری یہ خطابتیں، تمہاری یہ سب چیزیں ختم ہو جائیں گی۔ یہ کوئی معمولی مسئلہ ہے؟؟ یہ تو حد درجہ انتہائی بنیادی مسئلہ ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لئے ”لا نبی بعدی “فرمایا ”لا“ کی تلوار کو لے لو اور ان سب گمراہوں کے سروں کو قلم کر دو۔ ”لا“ لنفی الجنس ہے۔ یہ جب بھی کسی چیز پر داخل ہو جاتا ہے اس کو بیخ و بن سے اکھاڑ دیتا ہے، نہ کوئی ظلی رہتا ہے نہ کوئی بروزی، لا نبی بعدی۔ دیگر مسائل میں تم سے سیکھوں گا، لیکن ”لا“ کا مسئلہ مجھ سے سیکھو۔ یہ کوئی معمولی مسئلہ نہیں ہے۔ لما نزلت ہذہ الایۃ الکریمۃ:

”مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ۔“ (الاحزاب:۴۰)

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ”انا خاتم النبیین لا نبی بعدی“ وفی روایۃ: ”لا رسول بعدی“ وفی روایۃ: ”لا امة بعدی“ (الحدیث)

اللہ اکبر! ان لوگوں نے اپنی زندگیاں اس مسئلہ کے لئے وقف کی تھیں۔ مجلس احرار اسلام نے جو عظیم خدمات سرانجام دی ہیں، یہ ان بزرگوں کی قربانیوں کا نتیجہ ہے کہ لوگوں نے سمجھ لیا۔ علماء تو پہلے ہی سے اس فتنے کو عظیم فتنہ سمجھتے تھے اور قادیانیوں کو مرتد اور کافر کہتے تھے، لیکن عام مسلمان ان کو کافر نہیں کہتے تھے۔ جب حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ نے اور علماء کرام نے تحریک چلائی اور حکومت نے بھی تسلیم کیا تو ان کو ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کو قومی اسمبلی نے کافر قرار دیا۔ کئی ساتھی ہمیں کہنے لگے: اچھا! یہ کافر تھے؟ ہم نے کہا: علماء نے تو پہلے سے کہا ہے لیکن تم حکومت کے غلام ہو۔ بہر حال! یہ معمولی مسئلہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ان اکابر اسلاف کی زندگیوں میں برکت عطا فرمائے۔ (آمین) ایسے اہم مسئلہ کو تمام مسائل پر ترجیح دینی چاہئے۔ امام بخاریؒ نے اپنی کتاب کے اخیر میں ”کتاب التوحید“ میں ان فرق باطلہ کے بارے میں تصریح فرمائی ہے اور یہ مسائل اس لئے لے آئے ہیں کہ ایک عالم کا فریضہ ہے کہ وہ فرق باطلہ کے بارے میں واشگاف الفاظ میں لوگوں کو باقاعدہ بتایا کرے کہ مرتدین، معتزلین، خوارج اور روافض کتنے باطل فرقے ہیں! ایک عالم کا فریضہ ہے کہ فضائل بھی بیان کرے لیکن سب سے بنیادی بات کہ فرق باطلہ کی وضاحت ہونی چاہئے۔ عام لوگوں کے سامنے ان فرق باطلہ کی پوری تصریحات کرنی چاہئے۔ میں زیادہ تقریر کرنے کے قابل نہیں ہوں، بیمار ہوں، لیکن اس کو میں اپنے لئے سعادت سمجھتا ہوں کہ ایسے اجلاس میں شرکت، یہ بھی ان شاء اللہ العزیز! سعادت دارین کا باعث ہوگا۔ بڑے بڑے علماء آئے ہوئے ہیں، میں انہی کلمات پر اکتفا کرتا ہوں۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

دعویٰ نبوت بتدریج نہیں ہوتا!

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

انسان اس دنیا میں خود اپنے ارادہ سے پیدا نہیں ہوا ہے بلکہ پیدا کیا گیا ہے، دنیا میں بہت سی چیزیں اس کے لئے فائدہ مند ہیں اور بہت سے چیزیں مضرت رساں، وہ خود اپنے نفع ونقصان سے بھی کما حقہ واقف نہیں، اس کے اندر قسم قسم کی خواہشات اور آرزوئیں ہیں اس کے نفس میں ایسی حسرتیں بھی پلتی رہتی ہیں جو اسی کے جیسے دوسرے انسانوں کے لئے تباہی وبربادی اور نقصان کا باعث ہیں، بعض ایسی تمنائیں بھی دل میں پلتی اور ذہن کو بے قرار رکھتی ہیں، جو اس کے لئے نہ صرف روحانی بلکہ مادی اور جسمانی اعتبار سے بھی انتہائی نقصان دہ ہوتی ہیں، اس لئے اگر انسان کو زندگی گزارنے کے بارے میں آزاد اور بے لگام چھوڑ دیا جائے تو وہ نہ صرف دوسروں کے لئے بلکہ خود اپنے لئے بھی طرح طرح کی مصیبتیں اور مشکلات پیدا کرسکتا ہے، اس لئے اسے صحیح طریقہ پر زندگی گزارنے کے لئے پیدا کرنے والے کی جانب سے ہدایت نامہ کی ضرورت ہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ یہ ہدایت نامہ کسی انسان ہی کے ذریعہ آئے اور وہ اس پر عمل کرکے دکھائے اور بتائے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ ہر دور میں اس کی تعلیم وتربیت کا سروسامان بھی فرمایا، چنانچہ انسان کی رہنمائی کے لئے اللہ نے ہدایت نامے بھیجے، جسے کتاب اللہ کہا جاتا ہے اور اسے پہنچانے اور عملی طور پر اسے برت کر دکھانے کے لئے انبیاء کرام علیہم السلام کو بھیجا۔

حضرت آدم علیہ السلام جیسے پہلے انسان تھے ویسے ہی پہلے پیغمبر بھی تھے، نبوت ورسالت کا یہ سلسلہ پیغمبر اسلام جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگیا، چونکہ اللہ تعالیٰ کو یہ بات منظور تھی کہ سلسلۂ نبوت آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر تمام ہوجائے، اس لئے قدرتی طور پر وہ اسباب بھی باقی نہ رہے جن کی وجہ سے نئے نبی کی ضرورت پیش آتی تھی، نیا نبی یا تو اس لئے بھیجا جاتا تھا کہ احکام شریعت میں کوئی تبدیلی مقصود ہوتی اور قرآن نے واضح کردیا کہ اب شریعت ایسی درجۂ کمال وتمام کو پہنچ گئی ہے اور نعمت ہدایت کا اہتمام ہوچکا ہے:

"الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا۔" (المائدہ:۳)

یا نبی اس لئے بھیجے جاتے تھے کہ پہلے نبی پر ایمان رکھنے والوں میں کوئی ہدایت یافتہ اور حق پر ثابت قدم گروہ باقی نہ رہا ہو یا اس لئے کہ پہلے جو آسمانی کتاب اتری ہو، لوگوں نے اس میں ملاوٹ پیدا کردی ہو، نبوت محمدی کا معاملہ یہ ہے کہ جو کتاب آپ پر نازل ہوئی وہ ایک زبر زیر کی تبدیلی کے بغیر موجود اور محفوظ ہے اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اس امت میں بہت بڑا طبقہ راہ ہدایت پر قائم ہے اور قائم رہے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ امت کبھی بھی گمراہی پر متفق نہیں ہوسکتی۔ "لا تجمع امتی علی ضلالۃ" اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نئے نبی کی ضرورت باقی نہیں رہی۔

چنانچہ اس بات پر امت کا اجماع ہے کہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر طرح کی نبوت ختم ہوچکی ہے اور آپ کے بعد کسی قسم کی نبوت باقی نہیں رہی، یہ نہ صرف امت کا اجماعی عقیدہ ہے بلکہ اس پر قرآن مجید اور صحیح احادیث ناطق ہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں:

"ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔" (الاحزاب:۴۰)

آسمانی صحائف میں ہمیشہ اگلے رسول کے بارے میں امت سے عہد لیا جاتا تھا کہ وہ ان پر ایمان لائیں گے، اگر آپ کے بعد کسی نبی کی آمد ممکن ہوتی تو ضروری تھا کہ اللہ تعالیٰ نے پوری اہمیت اور وضاحت کے ساتھ اس کا ذکر فرمایا ہوتا، لیکن قرآن مجید نے کہیں اس کا کوئی ذکر نہیں کیا بلکہ اس کے برعکس بہت ہی واضح الفاظ میں آپ کے آخری نبی ہونے کا اعلان فرمایا گیا اور اشارتاً تو کتنے ہی مقامات پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم نبوت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

احادیث اس سلسلہ میں اتنی کثرت اور وضاحت کے ساتھ مروی ہیں کہ ان کا احاطہ دشوار ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "میری اور انبیاء کی مثال ایسے محل کی ہے جسے نہایت ہی خوبصورت طریقہ پر بنایا گیا ہو اور اس میں ایک اینٹ

کی جگہ بچی ہو، دیکھنے والے اسے دیکھتے ہوں اور اس کے حسن تعمیر پر حیرت زدہ ہوں، سوائے اس اینٹ کی جگہ کے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں وہی اینٹ ہوں، مجھ پر عمارت مکمل ہوگئی ہے، رسولوں کا سلسلہ ختم ہوا اور میں آخری نبی ہوں۔"

(بخاری: ۱/۵۰۱)

حضرت ابو ہریرہؓ ہی کی روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مروی ہے کہ: چھ باتوں میں آپ کو تمام انبیاء پر فضیلت دی گئی، ان میں دو باتیں یہ تھیں کہ آپ تمام مخلوقات کی طرف نبی بنا کر بھیجے گئے اور آپ پر نبیوں کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔ (مسلم: ۱/۱۹۹)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ: "عنقریب میری امت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں گے، جو کہیں گے کہ وہ اللہ کے نبی ہیں، حالانکہ میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔"

(ابوداؤد: ۲/۵۸۴)

دارمی کی ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: میں پیغمبروں کا قائد اور خاتم ہوں اور مجھے اس پر کوئی فخر نہیں۔ (دارمی حدیث نمبر ۴۹)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ایک نام "عاقب" بتایا ہے اور پھر اس کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا: یعنی وہ جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو: "انا العاقب والعاقب الذی لیس بعدہ نبی۔" (بخاری: ۱/۵۰۱)

احادیث نے اس بات کو بھی واضح کر دیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی بھی طرح کی نبوت باقی نہیں رہی، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ میرے بعد نبوت کی گنجائش ہوتی تو تم نبی ہوتے: "لو کان بعدی نبیاً لکان عمر۔" (ترمذی: ۲/۲۰۹)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ: تم میری نسبت سے ویسے ہی ہو جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہارون علیہ السلام تھے، سوائے اس کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔ "انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ الا انه لانبی بعدی۔" (بخاری: ۲/۶۳۳)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو مزید واضح کرتے ہوئے فرمایا: میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو۔ "انا آخر الانبیاء وانتم آخر الامم"

(ابن ماجہ: ۲۹۷، باب فتنۃ الدجال)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مسجد کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ: انبیاء سے منسوب جو مساجد تھیں، ان میں آخری مسجد میری مسجد ہے۔ "مسجدی خاتم مساجد الانبیاء"

(دیلمی، حدیث: ۱۱۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان فرمودات سے واضح ہے کہ آپ پر ہر طرح کی نبوت ختم ہو چکی ہے، آپ آخری نبی ہیں، آپ پر نازل ہونے والی کتاب آخری کتاب ہے، آپ کی امت آخری امت ہے، انبیاء کرام علیہم السلام سے منسوب مساجد میں آپ کی مسجد آخری مسجد ہے اور آپ کے بعد کسی بھی قسم کی نبوت کی گنجائش باقی نہیں رہی۔

چونکہ یہود و نصاریٰ کو اسلام سے ہمیشہ سے عناد رہا ہے اور انہوں نے میدان جنگ سے لے کر معرکہ فکر و نظر تک ہر جگہ اسلام پر یلغار کی ہے، اس لئے انہوں نے اپنے استعماری دور میں ایک نئی تدبیر سوچی کہ کسی شخص کو نبوت کا علمبردار بنا کر کھڑا کیا جائے تا کہ نبوت محمدی کے مقابل ایک نئی نبوت وجود میں آئے اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم سے امت محمدیہ کو جو محبت ہے وہ محبت تقسیم ہو جائے، اس کے لئے ایک ایسے علاقہ کا انتخاب کیا گیا جو اس وقت انگریزوں کی عملداری میں تھا، تا کہ ایسے جھوٹے مدعی نبوت کی پوری حفاظت اور حوصلہ افزائی ہو سکے، چنانچہ پنجاب سے ایک شخص مرزا غلام احمد قادیانی کو اس کام کے لئے تیار کیا گیا، مرزا صاحب نے خود ہی اپنے بارے میں لکھا ہے کہ: "میں انگریزوں کا خود کاشتہ پودا ہوں۔" انگریزوں نے اپنی اس کاشت کو بارآور کرنے اور تقویت پہنچانے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔

نبی کے دعوے میں کبھی تدریج نہیں ہوتی، یعنی ایسا نہیں ہوتا کہ وہ آہستہ آہستہ دعویٰ نبوت تک پہنچے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام آگ کی تلاش میں کوہ طور پر پہنچے تھے، لیکن اچانک ہی نبوت سے سرفراز کئے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی نازل ہونے سے پہلے کبھی اس سلسلہ میں کوئی گفتگو نہیں فرمائی کہ اچانک حضرت جبرئیل علیہ السلام اللہ کا کلام لے کر نازل ہوئے، لیکن مرزا صاحب ایک ایک سیڑھی چڑھتے ہوئے دعویٰ نبوت تک پہنچے، پہلے اللہ کی طرف سے ملہم ہونے کا دعویٰ کیا، یعنی ان پر الہام ہوتا ہے، پھر دیکھا کہ حدیث میں حضرت مسیح کے نزول کی پیشگوئی ہے تو مسیح ہونے کا دعویٰ کر بیٹھے، جب لوگوں نے کہا کہ حضرت مسیح کے زمانہ میں امام مہدی کا بھی ظہور ہوگا، کہنے لگے کہ میں ہی مہدی ہوں، پھر دعویٰ نبوت ہی کر بیٹھے۔ اولاً تو اپنی نبوت کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا سایہ کہتے تھے، لیکن پھر اپنے کو حضور سے افضل کہنے سے بھی نہیں چوکے اور ان کے متبعین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو ہلال "یعنی پہلی شب" کا چاند اور مرزا صاحب کی دعوت کو "بدر کامل" یعنی چودھویں شب کا چاند قرار دیا، نبی کی بات میں تضاد نہیں ہوتا، مگر مرزا صاحب کے یہاں اس قدر تضادات ہیں کہ شمار سے باہر ہیں، نبی خدا کی صفات اور جلالت شان کو وضاحت وصراحت کے ساتھ بیان کرتا ہے اور اپنی عبدیت و بندگی کو بے کم وکاست سامنے رکھ دیتا ہے، لیکن مرزا صاحب کا حال یہ ہے کہ

اپنے آپ کو خدا کا مانند کہنے سے بھی نہیں چوکتے۔ (روحانی خزائن:۱۷/۴۱۳)

ایک موقع پر کہتے ہیں: ''میں نے خواب میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کرلیا کہ میں وہی ہوں۔'' (روحانی خزائن:۵/۵۶۴)

مرزا صاحب اپنے بارے میں کہتے ہیں کہ یا خدا خود آسمان سے اتر آیا ہے: ''کـان اللّٰـہ نزل من السمـاء۔'' (اشتہار:۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

نبی کی زبان بہت ہی شائستہ اور مہذب ہوتی ہے، دشمنوں کے بارے میں بھی تہذیب واخلاق سے گری ہوئی بات اس کی زبان اور قلم پر نہیں آتی، لیکن مرزا صاحب کے یہاں اپنے مخالفین کے لئے سور، کتے، حرامی وغیرہ کے الفاظ عام ہیں اور انہیں اس طرح کے تخاطب میں کوئی تکلف نہیں، کہتے ہیں کہ: جو ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے، حرام زادہ کی یہی نشانی ہے کہ سیدھی راہ اختیار نہ کرے۔ (نور الاسلام:۳۰)

مشہور عالم مولانا ثناء اللہ امرتسری کو: ''کتا، مردار، خوار۔'' (روحانی خزائن:۱۱/۳۰۹) مولانا محمد حسین بٹالوی کو: ''پلید، بے حیا، سفلہ، گندی کارروائی، گندے اخلاق وغیرہ کے القاب سے نوازا ہے۔ مولانا سعد اللہ لدھیانوی کو: ''نطفہ سفہا، کنجری کا بیٹا۔'' یہ کلمات بطور نمونہ کے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن زیادہ لعنت کرنے والا نہیں ہوسکتا۔ خود مرزا صاحب نے کہا ہے کہ مومن لعان نہیں ہوتا۔ (روحانی خزائن:۱۳/۴۵۶)

لیکن خود مرزا صاحب نے عیسائیوں کے خلاف جو کتاب لکھی تو محض چار صفحات میں ایک ہزار بار صرف لعنت، لعنت کے کلمات لکھے (حوالہ سابق: ۱۵۸۔۶۳/۸) اس سے مرزا صاحب کی زبان وبیان کے معیار کا اندازہ کیا جاسکتا ہے اور غور کیا جاسکتا ہے کہ نبی تو کجا کیا کسی مہذب آدمی کو بھی ایسے الفاظ زیب دیتے ہیں؟۔

مرزا صاحب کے دیگر حالات بھی اس پہلو سے قابل مطالعہ ہیں، مرزا صاحب کے محمدی بیگم سے نکاح کی شدید خواہش اور اس سلسلہ میں بار بار وحی الٰہی کا دعویٰ، پھر محمدی بیگم اس کے شوہر اور اس کے متعلقین کے لئے بددعا اور ہلاکت و بربادی کی پیشینگوئی اور بالآخر ان تمام پیشینگوئیوں کا غلط ثابت ہونا ایسی باتیں ہیں جو مرزا صاحب کے اخلاق و عادات کو بھی روشنی میں لاتی ہیں، مگر افسوس کہ جن مسلمانوں کو مذہبی معلومات حاصل نہیں ہیں یا جو لوگ دیہات میں رہتے ہیں اور کلمہ اور نماز اور دین کے بنیادی احکام سے بھی ناواقف ہیں، وہ دھوکا میں آجاتے ہیں اور ظاہری طور پر کلمہ کی وحدت اور کچھ عمومی افعال میں یکسانیت کی وجہ سے لوگ دھوکا کھاجاتے ہیں، پھر جہاں حقیقت حال کا ان کو علم ہوتا ہے اور مسلمان وہاں پہنچتے ہیں وہاں سے ان غارت گرانِ ایمان کو راہ فرار اختیار کرنی پڑتی ہے، ان کی مالی تحریص، عبادت گاہ اور مکتب کا انتظام اور دوسری ترغیبات سب کی سب اکارت ہو جاتی ہیں، اگر مسلمانوں پر ان باغیان ختم نبوت کے افکار و اعتقادات واضح ہوجائیں تو یہی کافی ہے۔

لیکن اس میں جس قدر افسوس کیا جائے کم ہے کہ ہم نے اپنی تمام دینی تحریکات، تعلیمی نظام اور دعوتی کوششوں کا محور صرف پررونق شہروں کو بنالیا ہے اور ہمارے جو بھائی دیہات کی تیرہ و تاریک فضا میں رہتے ہیں، جہاں نہ علم کی روشنی ہے اور نہ برقی لیمپ، نہ خوبصورت سڑکیں نہ راحت بخش عمارتیں اور عشرت کدے، ان غریب بھائیوں کو ہم نے بالکل بھلا رکھا ہے، ایسا کہ گویا ان سے ہمارا کوئی مذہبی اور ایمانی رشتہ ہی نہ ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم نبوت ہماری طرف متوجہ ہے کہ ہم اپنے ان بھائیوں کی طرف نگاہ محبت اٹھائیں ان کے ایمان کی حفاظت کریں اور ان کو حقیقی صورتحال سے آگاہ کرنے کی کوشش کریں، ہماری تھوڑی سی توجہ انہیں ارتداد کی کھائی میں گرنے سے بچاسکتی ہے، ہم اپنی آمدنی کا بہت ہی معمولی حصہ نکال کر گاؤں گاؤں مکاتب کا نظام قائم کرسکتے ہیں، کتنے ہی گاؤں ہیں جہاں سینکڑوں سال سے مسلمان آباد ہیں، لیکن وہاں ایک چھوٹی سی مسجد موجود نہیں، ہم چھپر کی سہی، ایک مسجد بنادیں، انہیں مسجدوں میں بچوں کی بنیادی دینی تعلیم کا انتظام کردیں اور علم کا ایک چراغ وہاں روشن ہوجائے تو انشاء اللہ! انہیں ہرگز گمراہ نہ کیا جاسکے گا اور کفر اپنی ساری سازشوں کے باوجود خاسر ومحروم ہی رہے گا، لیکن کیا ہم اس کے لئے تیار ہیں؟؟؟ ☆☆

سانحہ ارتحال

جمعیت علماء اسلام ضلع ملیر کے دیرینہ مخلص ساتھی، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ترجمان ہفت روزہ ختم نبوت کے روز اول کے قاری مولانا مفتی محمد یٰسین ومولانا مفتی مولانا علی صاحبان کے بڑے بھائی عبدالمنان آکل والے رحلت فرماگئے۔ مرحوم کا دودن قبل روڈ ایکسیڈنٹ ہوا تھا جو کہ سفر آخرت کا باعث بنا۔ آپ مذہبی ودینی شخصیت تھے آپ کے توسط سے خاندان میں کئی افراد عالم وعالمات ہوئے اور ہر خاص وعام آپ کے اخلاق وکردار کا گرویدا تھا۔ مرحوم کا نماز جنازہ دن گیارہ بجے گرین پارک سٹی میں حضرت مولانا عزیز الرحمٰن مدظلہ ناظم تعلیمات جامعہ دارالعلوم کراچی کی امامت میں ادا کیا گیا، جس میں کئی سو افراد نے شرکت کی جن میں مولانا اقبال اللہ لانڈھی، مولانا زیب بنوری ٹاؤن، مولانا قاری محمد عثمان، مفتی عبدالکریم عابد، قاضی منیب الرحمٰن، مولانا عتیق اللہ، مولانا نصیر الدین سواتی، مولانا عبدالرزاق ہزاروی، مولانا ولی اللہ ہزاروی، مولانا محمد اسحاق مصطفی سمیت کثیر تعداد میں کارکنان ختم نبوت نے بھی شرکت کی۔

تحریکِ ختم نبوت..... آغاز سے کامیابی تک

قسط:۴۴

مسعود ساحر

ملک محمد جعفر خان وہ مردِ معقول ہیں، جنہیں اللہ تعالیٰ نے یہ توفیق عطا کی کہ اختیار واقتدار پر قابض ایک ایسے خاندان میں گھرے ہونے کے باوجود ایمان کی سلامتی کے ساتھ دنیا سے رخصت ہوئے اور اپنے گھرانے کو قادیانی اثرات سے بچانے میں کامیاب رہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ ان کا ماموں جوان کی اہلیہ کا والد بھی تھا، مرزا غلام قادیانی ملعون کا پیروکار تھا۔ ان کے دو برادر نسبتی لیفٹیننٹ جنرل اختر ملک اور جنرل عبدالعلی بھی قادیانی تھے اور جنرل عبدالعلی فوج سے ریٹائرمنٹ کے بعد اسلام آباد میں قادیانی جماعت کے امیر کے طور پر مرا۔ تاہم ان کی ساس، ان کی اہلیہ، جنرل عبدالعلی کی صاحبزادی نے بھی کفر کی راہ اختیار نہیں کی۔ ملک جعفر عقیدے کے پکے اور وسیع المشرب مسلمان تھے اور انہوں نے ردِ قادیانیت پر ''احمدیہ تحریک'' نامی کتاب لکھی۔ ان کی زندگی میں اس کتاب کے پانچ ایڈیشن شائع ہوئے، مگر قادیانیوں نے کسی ایک ایڈیشن کا ایک نسخہ بھی مارکیٹ تک نہ پہنچنے دیا۔ اپنے اثر ورسوخ اور حکومتی اختیارات استعمال کرکے پریس سے اٹھالیا۔ ملک جعفر کی صاحبزادی محترمہ ساجدہ جعفر نے وزارت اطلاعات کے اعلیٰ عہدے سے ریٹائرمنٹ کے بعد اپنے والد کی زندگی، عقیدے اور سیاسی پہلوؤں پر ضخیم کتاب لکھی، جس میں ان کی کتاب کا تذکرہ بھی تھا، اس کتاب پر روزنامہ امت میں طویل تبصرہ شائع ہوا تو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے رابطہ کرکے اطلاع دی کہ ملک جعفر مرحوم کی ردِ قادیانیت پر کتاب ''احمدیہ تحریک'' مجلس نے شائع کی ہے اور رب رحیم نے اس قیمتی دستاویز کو ضائع ہونے سے بچایا۔ مجلس نے ڈاکٹر غلام جیلانی برق، ملک محمد جعفر اور غلام احمد پرویز کی تین کتابوں کو ایک جلد میں یکجا کرکے مارچ ۲۰۱۰ء میں ملتان سے شائع کیا۔ ملک محمد جعفر مرحوم کی کتاب کا ابتدائیہ ایک طویل خط ہے، جو انہوں نے اپنے ماموں زاد برادر نسبتی لیفٹیننٹ جنرل اختر ملک کے نام لکھا ہے، جس میں مدلل انداز میں مرزا غلام قادیانی کے عقیدے کو رد کیا ہے اور نہایت محبت اور اخلاص سے اس گمراہ کن عقیدے سے بچنے کی تلقین کی ہے۔

اس کتاب کے مقصدِ تحریر کو یوں بیان کیا گیا ہے کہ ''اس کتاب کا مقصد قادیانیوں کو قائل کرنا اور اس کافرانہ گروہ کو چھوڑنے پر آمادہ کرنا ہے۔'' ملک جعفر ایک وسیع المشرب دانشور ہیں۔ انہوں نے مذہبی حوالے کے ساتھ عقلی دلائل سے بھی باطل مذہب کے بخیے ادھیڑے ہیں۔ یہ تینوں کتابیں ہر صاحب ایمان کے لئے لائق مطالعہ ہیں، ملک جعفر اپنے برادر نسبتی جنرل اختر ملک کے نام خط میں رقم طراز ہیں: ''اس سے غیر احمدیوں کو مرزا غلام احمد کے باطل نظریے سے متنفر کرنا نہیں کہ یہ کام مرزا محمود اپنی پالیسیوں سے مکمل کر چکا ہے۔ فی الوقت قادیانیت کی بنیاد مذہبی عقائد کے بجائے ایک مخصوص مفادی تنظیم پر ہے۔ قادیانی جماعت کے تنخواہ دار مبلغین منافقانہ زندگی بسر کر رہے ہیں اور اس جماعت کو چھوڑ اس لئے نہیں سکتے کہ تربیت کے دوران انہیں جو کچھ بنادیا گیا، اس کی موجودگی میں معاشرے میں قابل قبول نہیں رہے۔ یہ لوگ نماز نہیں پڑھتے، کسی کو ترکِ نماز پر جماعت سے نکالا نہیں جاتا، البتہ کسی غیر قادیانی کی اقتدا میں نماز پڑھنے والا جماعت سے خارج کردیا جاتا ہے۔''

آگے چل کر لکھتے ہیں: ''جمہوریت کی جونئی روح برصغیر میں پھیل رہی ہے، وہ قادیانیوں کی آنکھیں کھول دے گی کہ ان کی دینیاتی ایجادات بالکل بے سود ہیں اور تاریخ نے قادیانیت کو غلط اور گمراہ کن ثابت کردیا ہے۔''

بہرحال آیئے اسٹیٹ بینک بلڈنگ چلتے ہیں، جہاں لاہوری گروپ کی سربراہی کرنے والا صدرالدین سوالات کے جواب دینے میں ناکام رہا تو اس کا ساتھی مرزا مسعود بیگ روسٹرم پر آیا۔

اٹارنی جنرل: ''ایک شخص کلمہ پڑھتا ہے، مگر دعویٰ نبوت کا کرتا ہے؟''

گواہ: ''یہ نہیں ہوسکتا!''

اٹارنی جنرل: ''مسیلمہ کذاب کلمہ پڑھتا تھا، مدعی نبوت تھا، اس کی کیا پوزیشن ہوگی؟''

گواہ: ''وہ تو ایک سیاسی بات تھی، وہ ملک پر قبضہ کرنا چاہتا تھا، صدیق اکبرؓ نے فوج بھیجی۔''

اٹارنی جنرل: ''اس کو کافر قرار دیا گیا کلمہ گو کو؟''

گواہ: ''یہ حملہ سیاسی وجہ سے ہوا۔''

اٹارنی جنرل: ''حملہ اس کو کافر قرار دینے کی وجہ سے نہیں ہوا؟''

گواہ: ''وہ تو کذاب تھا۔''

اٹارنی جنرل: ''کلمہ پڑھنے کے باوجود جھوٹا ہوا۔ ایسے لوگوں کیلئے اسلام میں جگہ ہے، جو دل سے مسلمان نہ ہوں؟'' گواہ: ''بالکل۔''

اٹارنی جنرل: ''تو مسیلمہ، کذاب ہونے کے باوجود مسلمان رہا، آپ اسے جھوٹا قرار دے رہے ہیں؟''

گواہ: ''جھوٹا ہونا اور بات ہے، کافر ہونا اور بات ہے۔''

اٹارنی جنرل: ''مسیلمہ کذاب جھوٹا ہونے کے باوجود کافر نہیں آپ کے نزدیک؟''

گواہ: ''جی ہاں۔'' اٹارنی جنرل: ''کافر نہیں سمجھا گیا؟''

گواہ: ''لیکن جھوٹا تو ہے۔''

اٹارنی جنرل: ''جھوٹا ہونے کے باوجود کافر نہیں سمجھا گیا؟'' گواہ: ''جی۔''

اٹارنی جنرل: ''مسیلمہ کذاب مسلمانوں کے نزدیک کافر ہے یا نہیں؟''

گواہ: ''پتہ نہیں لیکن ہم مدعی نبوت کو کافر سمجھتے ہیں۔''

اٹارنی جنرل: ''کیونکہ وہ مدعی نبوت تھا، اس واسطے آپ کاذب کو کافر سمجھتے ہیں؟''

گواہ: ''کیونکہ وہ مدعی نبوت تھا۔''

اٹارنی جنرل: ''اگر آج کوئی نبوت کا دعویٰ کرے، جھوٹا ہوگا؟'' گواہ: ''جی۔''

اٹارنی جنرل: ''تو پھر وہ کافر ہوا یا نہیں؟''

گواہ: ''ہمارا دعویٰ ہے کہ حضور علیہ السلام کے بعد کوئی مدعی نبوت نہیں آسکتا۔''

اٹارنی جنرل: ''جو دعویٰ کرے گا جھوٹا ہوگا؟''

گواہ: ''مدعی نبوت کافر و کاذب ہے۔''

اٹارنی جنرل: ''بالکل سو فیصد؟''

گواہ: ''بالکل میں نے یہی کہا!''

اٹارنی جنرل: ''جو اس کو نبی مانتا ہو وہ بھی کافر ہوگا؟''

گواہ: ''جو اس کو نبی مانتے ہیں، وہ بھی۔''

اٹارنی جنرل: ''جو کہتا ہے کہ مجھ پر اللہ کی طرف سے وحی آرہی ہے اور وہ وحی ایسی ہی پاک ہے جیسی آنحضرتؐ پر آتی تھی؟'' گواہ: ''جی۔''

اٹارنی جنرل: ''اور میں نبی ہوں اور میں مسلمان ہوں، ایسا کہنے والا آپ کے نزدیک کیا ہے؟''

گواہ: ''آپ مجھ سے کہلوانا چاہتے ہیں کہ وہ کافر ہو گیا۔''

اٹارنی جنرل: ''آپ نے کہا کہ مدعی نبوت کو نبی ماننے والے کافر ہیں تو ربوہ والوں کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟'' گواہ: ''یہ آپ ان سے پوچھیں!''

مفتی محمودؒ: وہ کہتے ہیں کہ ہم کافر نہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ مدعی نبوت کو ماننے والے کافر ہیں تو ہم آپ کو صحیح سمجھیں یا ربوہ والوں کو؟'' گواہ: ''ہمیں!''

مفتی محمودؒ: ''یعنی وہ کافر ہوئے۔''

گواہ: ''آپ ان سے پوچھیں!''

مفتی محمودؒ: ''آپ کے نزدیک؟''

گواہ: ''میرے نزدیک تو ہو گئے میں نے کہہ دیا۔''

(ایوان سے کسی نے بلند آواز میں کہا کہ مرزا کو ماننے والے ان کے نزدیک بھی کافر ہیں)

گواہ: ''دیکھئے یہ کیا ہو رہا ہے! آپ نے ان سے دس دن بحث کی، ان سے کیوں نہیں پوچھا؟''

اٹارنی جنرل: ''دیکھئے! آپ کو ہم سے زیادہ علم ہوگا؟''

گواہ: ''آپ نے ان (مرزا ناصر) سے دس دن بحث کی۔''

اٹارنی جنرل: ''آپ تو ستر برس سے کر رہے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ جو مرزا کو نہیں مانتے وہ کافر! آپ نہیں مانتے، اس لئے آپ ان کے نزدیک کافر! وہ (نبی) مانتے ہیں، اس لئے وہ آپ کے نزدیک کافر؟''

(ایوان میں صدا بلند ہوئی دونوں کافر)

اٹارنی جنرل: ''کوئی ایسی حدیث ہے، جس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد تیس کذاب آئیں گے؟''

گواہ: ''جی ہاں ہے!''

اٹارنی جنرل: ''وہ جھوٹے ہوں گے؟''

گواہ: ''نہیں، کذاب ہوں گے!''

یحییٰ بختیار: ''جو ان کو مانے، وہ کون ہوں گے؟''

گواہ: ''وہ جانیں! یہ ٹھیک ہے کہ تیس کذاب ہوں گے!''

یحییٰ بختیار: ''اگر کوئی کذاب پیدا ہو، جو یہ کہے کہ میں شرعی نہیں، امتی نبی ہوں اور نبوت کا دعویٰ کرے؟''

گواہ: ''کذاب عربی کا لفظ ہے، میں نبی ہوں، وہ کس معنی میں اپنے کو نبی کہتا ہے، دیکھنا ہوگا۔''

اٹارنی جنرل: ''خاص معنی میں دعویٰ نبوت کا کرے تو اس کی اجازت ہے؟''

گواہ: ''جی ہاں۔''

اٹارنی جنرل: ''مرزا غلام احمد کو خاص معنی میں ربوہ والے نبی کہیں تو اجازت ہے؟''

گواہ: ''میں نے کب کہا، یہ ربوہ کا نام کہاں سے آگیا؟''

اٹارنی جنرل: ''پھر تو ربوہ والوں اور آپ میں مرزا کی نبوت پر اختلاف نہ رہا؟''

گواہ: ''یہ ربوہ کہاں سے آجاتا ہے۔'' (ایوان میں قہقہے)

اٹارنی جنرل: ''حقیقت الوحی میں مرزا نے کہا کہ میں حضور کی امت میں ہوں، نبی بھی ہوں؟''

گواہ: ''یہاں نبی محدث کے معنی میں ہے!''

اٹارنی جنرل: ''محدث کے معنی میں نبی کا لفظ استعمال کرنے کی اجازت ہے؟''

گواہ: ''اس معنی میں اجازت ہے۔''

اٹارنی جنرل: ''ربوہ والے کس معنی میں نبی کہتے ہیں؟''

گواہ: ''مرزا صاحب نے دعویٰ نبوت نہیں کیا!''

اٹارنی جنرل: ''ربوہ والے تو کہتے ہیں؟''

گواہ: ''میرے پاس مرزا کی کتاب ہے۔''

اٹارنی جنرل: ''ان کے پاس بھی مرزا کی کتابیں ہیں، کیا مرزا کی تحریروں میں تضاد ہے؟''

گواہ: ''تصادم یا تضاد تو نہیں، مگر ربوہ والے کہتے ہیں تبدیلی ہوئی، تضاد ہوا۔''

بقیہ: .... اداریہ

قبرستانوں میں اپنے مردے دفنانے کی اجازت حاصل کرنے کے لئے دعویٰ دائر کردیا۔ پاکستان سے شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، مولانا عبدالرحیم اشعرؒ، علامہ خالد محمود، مولانا مفتی تقی عثمانی ودیگر علماء ووکلاء کی جماعت وہاں کی عدالت میں پیش ہوئی اور قادیانیوں کے کفر پر دلائل کے انبار لگادیئے، جس کی روشنی میں غیر مسلم ججوں نے مسلمانوں کے حق میں فیصلہ صادر کیا۔ (ماہنامہ بینات حضرت لدھیانوی شہید نمبر، ص:۶۹۰)

۱۹:... **سپریم کورٹ شریعت اپیل بینچ کا فیصلہ:** وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کے خلاف قادیانی سپریم کورٹ چلے گئے اور اس فیصلہ کو وہاں چیلنج کردیا۔ چنانچہ سپریم کورٹ کے ۵ رکنی بینچ نے مقدمہ کی سماعت کی، جس میں جسٹس (ر) مفتی تقی عثمانی اور جسٹس (ر) پیر محمد اکرم شاہ الازہری بھی شامل تھے۔ مقدمہ کی سماعت درخواست دائر کرنے کے تقریباً ڈھائی سال بعد ۱۰ رجنوری ۱۹۸۸ء کو شروع ہوئی تو قادیانیوں نے ازخود اپنی ہی دائر کردہ اپیل واپس لینے کی درخواست کردی، چنانچہ جسٹس محمد افضل ظلہ نے تمام اپیلیں خارج کرتے ہوئے وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کو برقرار رکھا۔

(قادیانیت کے خلاف اعلیٰ عدالتوں کے تاریخی فیصلے، ص:۲۷۳تا۲۸۹)

۲۰:... **وفاقی شرعی عدالت کا فیصلہ:** ۱۹۸۳ء میں مشتاق راج ایک گستاخ رسول نے کتاب لکھی۔ ۳۰ راکتوبر ۱۹۹۰ء کو وفاقی شرعی عدالت نے ملک پاکستان میں توہین رسالت کے مرتکب کی سزا سزائے موت مقرر کردی۔ (قادیانیت کے خلاف اعلیٰ عدالتوں کے تاریخی فیصلے، ص:۵۴۳تا۴۹۷)

۲۱:... **لاہور ہائی کورٹ کا فیصلہ:** مرزا غلام احمد قادیانی نے ۲۳ رمارچ ۱۸۸۹ء کو بھارت میں قادیانیت کی بنیاد ڈالی تھی۔ اس کے سو سال پورے ہونے پر پاکستان کے مرزائیوں نے ۲۳ رمارچ ۱۹۸۹ء کو چناب نگر (ربوہ) میں صد سالہ جشن منانے کا اعلان کردیا۔ ۱۲ رمارچ ۱۹۸۹ء سے احتجاجی تحریک شروع ہوئی، جس کے نتیجہ میں ۲۰ رمارچ کو ڈی سی جھنگ نے اس جشن پر پابندی لگادی۔ قادیانیوں نے یہ پابندی لاہور ہائی کورٹ میں چیلنج کردی، اس وقت کے چیف جسٹس جناب خلیل الرحمن رمدے نے سماعت کی۔ ۲۲ رمئی ۱۹۹۱ء کو سماعت مکمل ہوئی اور ۱۷ رستمبر ۱۹۹۱ء کو ایک بار پھر قادیانیت ہار گئی اور اسلام جیت گیا۔ (قادیانیت کے خلاف اعلیٰ عدالتوں کے تاریخی فیصلے، ص:۲۷۳تا۳۰۲)

۲۲:... **لاہور ہائی کورٹ کا فیصلہ:** ننکانہ ضلع شیخوپورہ میں امتناع قادیانیت آرڈی نینس ۱۹۸۴ء کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ایک مرزائی نے قادیانیت کی تبلیغ کی اور اسلامی اصطلاحات کا بھی استعمال کیا، جس کے خلاف مقدمہ درج ہوا۔ لاہور ہائی کورٹ میں ۱۵ رجولائی ۱۹۹۲ء کو سماعت شروع ہوئی جو ۴ راگست ۱۹۹۲ء کو قادیانیت کی شکست پر منتج ہوئی۔ جناب جسٹس میاں نذیر اختر نے تفصیلی فیصلہ صادر کیا۔

(قادیانیت کے خلاف اعلیٰ عدالتوں کے تاریخی فیصلے، ص:۴۰۹تا۴۳۳)

۲۳:... **سپریم کورٹ آف پاکستان کا فیصلہ:** ۷ رستمبر ۱۹۷۴ء اور امتناع قادیانیت آرڈی نینس ۱۹۸۴ء کے بعد سے قادیانی مسلسل آئین شکنی پر تلے رہے۔ سول عدالتوں اور ہائی کورٹس سے بے آبرو ہوکر نکلنے کے بعد قادیانیوں نے سپریم کورٹ آف پاکستان سے رجوع کیا۔ ۱۹۸۸ء سے ۱۹۹۲ء تک ان کی طرف سے آٹھ اپیلیں عدالت عظمیٰ میں داخل کی گئیں۔ جسٹس شفیع الرحمن کی قیادت میں پانچ ججوں پر مشتمل بینچ قائم ہوا۔ ۳۰ رجنوری ۱۹۹۳ء سے ۳ رفروری ۱۹۹۳ء تک سماعت ہوئی۔ بالآخر ۳ رجولائی ۱۹۹۳ء کو اس بینچ نے بھی ان تمام اپیلوں کو مسترد کردیا۔

۲۴:... **گیمبیا کی سپریم کونسل کا فیصلہ:** اوراب جنوری ۲۰۱۵ء میں افریقہ کے ایک ملک گیمبیا کے صدر محترم نے بھی قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا۔

یہ سب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جاں نثاروں اور محبین کی محنت وکوشش اور فضل خداوندی کا نتیجہ ہے کہ مسلمان چھوٹی سے چھوٹی عدالت سے لے کر کافروں کے ممالک کی عدالتوں تک اور مسلمانوں کے ایک عام فرد سے لے کر ملک کی قومی اسمبلی تک سب نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا۔ الحمدللہ علی ذالک۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو تحفظ ختم نبوت کا کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور مرتے دم تک اس کے ساتھ وابستہ فرمائے اور آخرت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خدام میں ہمیں محشور فرمائے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

سالانہ ختم نبوت کانفرنس، ضلع لکی مروت

رپورٹ: مولانا محمد ابراہیم ادہمی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع لکی مروت نے نویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس ۱۵/ مارچ ۲۰۱۵ء بروز اتوار کو جامع مسجد مجیدی نورنگ میں منعقد کرنے کا فیصلہ کیا تھا اور دو مہینے پہلے سے کانفرنس کی کامیابی کیلئے کوششیں شروع کی تھیں۔ کثیر تعداد میں عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت کے نام سے پمفلٹ شائع کئے تھے۔ خوبصورت رنگین اور دیدہ زیب اشتہار کے علاوہ بڑے بڑے سائن بورڈ بھی بنوائے تھے۔ سالانہ ختم نبوت کانفرنس سے پہلے تقریباً ۷۰ سے زیادہ چھوٹے چھوٹے پروگرامات بھی کئے تھے۔ ضلعی ناظم مفتی ضیاء اللہ حقانی، ضلعی ناظم مالیات مولانا محمد ابراہیم ادہمی، ناظم تبلیغ مولانا محمد طیب طوفانی، ناظم اطلاعات صاحبزادہ امین اللہ جان، مولانا شبیر احمد حقانی، مولانا محمد امجد پر مشتمل ارکان نے سرکاری و پرائیویٹ سکولوں، دینی مدارس و مساجد اور تمام اداروں کے دورے کیں جو الحمدللہ انتہائی کامیاب رہے۔

۱۴/ مارچ کو کانفرنس کے لئے تمام انتظامات مکمل کئے تھے کہ ۱۵/ مارچ کی رات کو زوردار بارش کی وجہ سے انتظامات درہم برہم ہوگئے لیکن ساتھیوں نے حوصلہ نہ ہارا اور صبح سویرے ہی مختصر وقت میں دوبارہ انتظامات کر کے جامع مسجد مجیدی کو دلہن کی طرح سجایا۔ کانفرنس جو ۹ بجے شروع ہونے والی تھی وقت سے پہلے ساڑھے آٹھ بجے پر حافظ ذبیح اللہ کی تلاوت کلام پاک سے شروع ہوگئی۔

پہلی نشست کی صدارت ضلعی امیر محترم حاجی امیر صالح خان صاحب نے کی جبکہ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض ضلعی ناظم مفتی ضیاء اللہ حقانی اور ضلعی ناظم مالیات مولانا محمد ابراہیم ادہمی نے ادا کئے۔ حافظ مدثر اور حافظ مبشر کے نعتیہ کلام کے بعد مولانا محمد عمر صاحب نے افتتاحی بیان کیا۔

مشہور نعت خوان محمد ابراہیم خلیلی، امیر حسین، حاکم عاجز، جنت اللہ اور سلیم اللہ وقفے وقفے سے نعتیہ کلام بھی پیش کرتے رہے۔ مولانا حفیظ الرحمن، مولانا مستقیم شاہ، مجلس کے سرپرست شیخ الحدیث حضرت مولانا حسین احمد، حضرت مولانا جان محمد، جمعیت علماء اسلام ضلع لکی مروت کے سابق جنرل سیکرٹری مولانا بشیر احمد حقانی کے بعد ڈیرہ اسماعیل خان کے مبلغ حضرت مولانا حمزہ لقمان نے مرزا غلام احمد قادیانی کے خرافات اور اُن کی بداخلاقی پر اپنے مخصوص انداز میں مفصل گفتگو کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع لکی مروت کے سرپرست اعلیٰ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد انور صاحب نے ’’ختم نبوت اور علماء کرام کی ذمہ داری‘‘ پر مدلل خطاب کیا۔

نماز ظہر کے بعد دوسری نشست کی ابتدا خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند سجادہ نشین سراجیہ کندیاں حضرت مولانا خواجہ خلیل احمد صاحب مدظلہ کی زیر صدارت حافظ ظہور احمد کی تلاوت کلام پاک سے شروع ہوئی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع لکی مروت کے جنرل سیکرٹری مولانا عبدالرحیم کے بھائی مولانا خلیل الرحمن نے شرکاء کانفرنس سے خطاب کیا۔ ضلع بنوں کے امیر مولانا مفتی عظمت اللہ، ڈیرہ اسماعیل خان کے امیر مولانا خالد گنگوہی، جمعیت علماء اسلام تحصیل نورنگ کے جنرل سیکرٹری مولانا سفیر اللہ، استاد الحدیث مولانا عبدالغفار، مولانا گل رئیس خان، مولانا محمد طیب طوفانی، مولانا شبیر احمد حقانی کے بیانات کے بعد مفتی عبدالواحد قریشی نے انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا پر قادیانیوں کی سازشوں اور پروپیگنڈوں پر مفصل خطاب کرتے ہوئے نوجوانوں کو قادیانیوں کے مذموم پوسٹروں، غلط اشتہارات اور دین دشمن سرگرمیوں سے آگاہ کیا اور کہا کہ انشاء اللہ ہم انٹرنیٹ پر بھی قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیوں کے خلاف کام کر رہے ہیں اور انٹرنیٹ و سوشل میڈیا پر قادیانیوں کا تعاقب جاری رکھیں گے۔ اس کے بعد ضلعی ناظم مفتی ضیاء اللہ حقانی نے قراردادیں پیش کیں۔ دوسری نشست کے اختتامی خطاب کے لئے صوبائی امیر محترم مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی کو دعوت خطاب دی گئی جو کل عمرہ کی سعادت حاصل کرنے کے بعد ہمارے ہاں تشریف لائے تھے۔

ہزاروں شرکاء کانفرنس نے کھڑے ہو کر بیک زبان ’’ختم نبوت زندہ باد‘‘ کے فلک شگاف نعروں سے استقبال کیا۔ صوبائی امیر محترم نے خطبہ مسنون کے بعد تمام شرکاء کانفرنس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ موسلادھار بارش کے باوجود کثیر تعداد میں شرکت کرنے پر میں منتظمین اور آپ لوگوں کو خراج تحسین

پیش کرتا ہوں۔ بیت اللہ شریف کے انوارات و تجلیات اور روضہ اقدس کے فیوضات سے منور صوبائی امیر محترم نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ اور رد قادیانیت پر مفصل خطاب کرتے ہوئے پُرنم آنکھوں سے عاشقین ساقی کوثر صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ لیا کہ قادیانیوں سے معاشی و معاشرتی بائیکاٹ کریں، کیونکہ یہ ایک خاموش دعوت ہے اور اسی دعوت کی وجہ سے بہت سے قادیانی مسلمان ہوگئے اور دوسری بات ختم نبوت کا پیغام گھر گھر تک پہنچاؤ۔ شرکاء کانفرنس نے ہاتھ کھڑے کر کے عہد کیا کہ ہم ہر حال میں عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ کریں گے۔ امیر محترم کے بیان کے بعد حضرت مولانا خواجہ خلیل احمد صاحب دامت برکاتہم کی ایمان آفروز دعا سے نویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس اختتام پذیر ہوئی۔

سیکورٹی کے فرائض تحصیل سالار مولانا گل فراز شاکر کی قیادت میں انصار الاسلام کے چاک و چوبند رضا کاروں نے انجام دیے۔ جبکہ صاحبزادہ امین اللہ جان، مولانا نقیب اللہ، مولانا محمد گل، مفتی رضوان اللہ ترابی، انور جمال، عظمت اللہ، ملک امداد اللہ، سید احمد، ماجد حسین، انور علی، رسول محمد، عبدالباسط، گل فراز مروت وغیرہ نے انتظامیہ کی ذمہ داریاں سنبھال لی تھیں۔ صحافی حضرات نے کانفرنس کی کامیابی کیلئے اہم کردار ادا کیا۔

الحمد للہ سرائے نورنگ کے تمام غیور مسلمان اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی جان و مال قربان کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہتے ہیں بطور مثال ایک واقعہ پیش خدمت ہے۔ جذبہ عشق رسول کا اظہار کرتے ہوئے تقریباً ۱۲ سالہ ایک غریب بچہ جو ہوٹل میں کام کرتا ہے میرے پاس مسجد میں آیا۔ میں اس وقت ختم نبوت کے پروگرام کے سلسلے میں کہیں گیا تھا۔ اس عاشق رسول بچے نے میرے شاگرد کو ۲۲۰ روپے دیتے ہوئے کہا کہ میں انتہائی غریب ہوں، سارا دن ہوٹل میں کام کرتا ہوں اور اپنی جیب خرچ سے بچاتے ہوئے میں نے یہ پیسے اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور عشق کے اظہار کے لئے جمع کئے تھے انہیں اپنے استاد (مولانا محمد ابراہیم ادہمی) کے پاس ختم نبوت کانفرنس کے لئے چندہ میں جمع کرادیں۔

قراردادیں

☆...... ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ قادیانیوں کو تمام کلیدی عہدوں سے فی الفور ہٹایا جائے کیونکہ بقول علامہ اقبالؒ قادیانی اسلام و ملک دونوں کے غدار ہیں۔

☆...... ہم پشاور سمیت ملک بھر میں ہونے والے دہشتگردی کے واقعات کی بھرپور مذمت کرتے ہیں اور ایسے گھناؤنے واقعات کے مرتکبین کو عبرتناک سزا دینے کا مطالبہ کرتے ہیں۔

☆...... یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ عاشق رسول غازی ممتاز حسین قادری کی سزائے موت فوراً ختم کی جائے اور انہیں باعزت طور پر رہا کیا جائے۔

☆...... یہ بابرکت اجتماع یہ مطالبہ کرتا ہے کہ مساجد و مدارس اسلام کے قلعے ہیں علماء کرام دین کے ستون ہیں اُن کی عزت و احترام کیا جائے ان کا تحفظ کیا جائے اور ان کے خلاف ہونے والی سازشوں کو ناکام بنایا جائے۔

☆...... ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ اکیسویں ترمیم میں ہر طرح کی شدت پسندی کو شامل کیا جائے جس پر سزائیں ملیں اور اس میں موجود اسلام و مدارس مخالف شقوں کو فی الفور ہٹایا جائے۔

☆...... ہم اپنے سابقہ امیر مرکزیہ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ کی بلندی درجات کی دعا کرتے ہیں اور اُن کی اسلام اور خصوصاً عقیدہ ختم نبوت کے لئے تمام خدمات کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں اور نئے امیر حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب دامت برکاتہم کو مبارکباد دیتے ہیں اور ان کی قیادت میں ہر طرح کی قربانی دینے پر فخر محسوس کرتے ہیں۔

☆...... یہ مجمع اس بابرکت موقع پر ضلعی امیر کی صحتیابی کے لئے دعا گو ہے نیز ضلعی مجلس کے ناظم عمومی حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب اور دیرینہ ساتھی مولانا غلام محمد مدظلہ العالی کی صحت یابی کیلئے دعا گو ہیں اور دیگر تمام امت مسلمہ کے لئے ہر طرح کے امراض جسمانی و روحانی سے شفاء یابی کی دعا کرتے ہیں۔

☆☆......☆☆

تحفظ ختم نبوت کانفرنس کنڈیارو

کنڈیارو (مولانا محمد حنیف سیال) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ۱۸ مارچ ۲۰۱۵ء بعد نماز مغرب جامعہ انوار العلوم جامع مسجد کنڈیارو میں تحفظ ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد بڑے تزک و احتشام کے ساتھ ہوا۔ اسٹیج سیکرٹری کے فرائض مولانا علیم اللہ حمادی نے ادا کئے جبکہ مولانا محمد قاسم سومرو، مولانا قاضی حبیب الرحمن اور مولانا قاضی احسان احمد (کراچی) کے مفصل بیانات ہوئے۔ مولانا تجمل حسین، مولانا محمد حنیف سیال کا بھی بیان ہوا۔ تمام مقررین نے اپنے بیانات میں عقیدہ ختم نبوت کو آسان الفاظ میں سمجھایا اور منکرین ختم نبوت کے باطل نظریات کی بھرپور تردید کی۔ سامعین کو قادیانیوں کا مکمل بائیکاٹ کرنے کی تلقین کی۔ اس کانفرنس میں مولانا عبدالعلیم گھانگھرو، مولانا محمد ایوب، مولانا خان محمد نے بھی شرکت کی۔ لوگوں نے اس پروگرام کو بہت سراہا اس لحاظ سے یہ کانفرنس نہایت کامیاب اور نتیجہ خیز رہی۔

جاوید احمد غامدی

سیاق و سباق کے آئینہ میں

پانچویں قسط

حضرت مولانا فضل محمد مدظلہ

اسی کتاب کے دوسرے مقام پر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''علمی فتنے:

علمی فتنے وہ ہوتے ہیں جو علوم وفنون کی راہ سے آتے ہیں۔ تاریخ اسلام میں ان علمی فتنوں کی مختلف صورتیں رہی ہیں۔ بہر صورت ان علمی فتنوں کا اثر براہ راست اعتقاد پر پڑتا ہے۔ ان فتنوں میں سب سے زیادہ خطرناک فتنہ ''باطنیہ'' (اسماعیلیہ فرقہ) کا تھا جو قرامطہ کے دور میں اُبھرا اور خوب پھلا پھولا۔ اس فتنہ کا سب سے بڑا اور برا نتیجہ یہ نکلا کہ دین میں الحاد وتحریف کا دروازہ کھل گیا اور اسلامی حقائق ''ضروریات دین'' متواترات اسلام، بنیادی عقائد واعمال، مجمع علیہ شعائر اسلام میں تاویلوں اور تحریفوں کے دروازے کھل گئے (اور اسی کے نتیجہ میں نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج اور دیگر شعائر اسلام ان کے مذہب سے نکالے گئے)

اس آخری دور میں یہ فتنہ بہت بڑے پیمانے پر تمام اسلامی ممالک میں یورپ سے درآمد ہونا شروع ہوا۔ اور مستشرقین یورپ نے تو اس کو ایسا اپنا نصب العین بنالیا کہ درس وتدریس، تصنیف وتالیف، نشر واشاعت، تحقیق وریسرچ غرض ہر دلکش اور پُر فریب عنوان سے اس کے پیچھے پڑ گئے، اپنی زندگیاں اس کے لیے وقف کردیں، اور اسلام سے انتقام لینے کا اس کو ایک ''کارگر ترین حربہ'' قرار دے لیا، یہاں تک کہ جو طلبہ اسلامی ممالک سے پی. ایچ. ڈی کی ڈگریاں حاصل کرنے کی غرض سے یورپین ممالک کا سفر کرتے ہیں ان درس گاہوں میں ان طلبہ سے ''اسلامی موضوعات'' پر ایسے ''مقالات ومضامین'' لکھواتے ہیں کہ وہ مسلمان طلبہ بھی اسلامی معتقدات کے بارے میں کم از کم ''تشکیک'' کے اندر ضرور مبتلا ہوجاتے ہیں۔ یہ وہ دردناک داستانیں ہیں جن کی تفصیل کے لیے بے پایاں دفتر درکار ہیں۔ مجمع الزوائد میں حافظ نورالدین ہیثمی رحمہ اللہ نے بحوالہ ''معجم طبرانی'' ایک حدیث بروایت عصمہ بن قیس سلمی صحابی نقل کی ہے:

''إنه كان يتعوذ من فتنة المشرق، قيل: فكيف فتنة المغرب؟ قال: ''تلك أعظم وأعظم۔''

ترجمہ:.... ''نبی کریم ﷺ فتنۂ مشرق سے پناہ مانگا کرتے تھے۔ آپ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ مغرب میں بھی فتنہ ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: وہ تو بہت ہی بڑا ہے، بہت ہی بڑا ہے۔''

یقین سے تو نہیں کہا جاسکتا کہ آپ ﷺ کی مراد فتنۂ مغرب سے کیا ہے؟ ہوسکتا ہے کہ سقوط اندلس کی طرف اشارہ ہو کہ وہاں اسلام کا پورا بیڑہ ہی غرق ہوگیا، اور نام کا مسلمان بھی کوئی اس ملک میں نہ رہا، تمام ممالک پر کفر کا غلبہ ہوگیا۔ لیکن ہوسکتا ہے کہ بلادِ مغرب کے اس فتنہ میں استشراق کی طرف بھی اشارہ ہو کہ الحاد وتحریف کا یہ فتنہ مغربی دروازوں سے ہی تمام دنیا کے مسلمان ملکوں میں داخل ہوگا جو سب فتنوں سے زیادہ خطرناک اور عالمگیر ہوگا، بہرحال الفاظ حدیث کے عموم میں تو یہ داخل ہے ہی۔''

(دور حاضر کے فتنے، ص:۲۱)

تاریخ فتنۂ انکار حدیث اور اس کے اسباب کے بارہ میں محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری نوراللہ مرقدہ لکھتے ہیں:

''۱:...... پہلا سبب

یہ ایک حقیقت ہے جس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ امت محمدیہ میں سب سے پہلا فتنہ جس نے سر اٹھایا وہ خارجیوں کا فتنہ ہے۔ اسی فتنہ سے ٹکرا کر مسلمانوں کے اتحاد کی چٹان ٹکڑے ٹکڑے ہوئی۔ چنانچہ ان خارجیوں نے رسول اللہ ﷺ کے بڑے بڑے صحابہ رضی اللہ عنہم سے بے تعلقی کا صاف اعلان کردیا اور حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، شرکاء جنگ جمل اور تحکیم (ثالثی) کو تسلیم کرنے والے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کافر قرار دے دیا۔ اس تکفیر کے نتیجہ میں ان تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کی احادیث جو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہیں، ان کو صحیح ماننے سے بھی انکار کردیا (کہ راوی حدیث کے لیے مسلمان ہونا اولین شرط ہے اور یہ سب کافر ہیں) اور اس طرح انکار حدیث وسنت کی تخم ریزی شروع ہوگئی۔

۲:...... دوسرا سبب

پھر اس خارجیوں کے فتنہ کے بالمقابل شیعیت کے فتنہ نے سر اٹھایا، حالانکہ شیعیت کا فتنہ ایک سیاسی ہتھکنڈا (اسٹنٹ) تھا (کہ حب آل رسول کے نام سے ہی اقتدار کی باگ ڈور کسی طرح شیعوں کے ہاتھ آجائے) پھر انہی شیعوں میں سے سبائی رافضیوں کا گروہ منظر عام پر آیا، انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ماسوا تینوں خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کو اور چند طرفداران علیؓ جن کی تعداد میں خود شیعوں کا بھی اختلاف ہے کے علاوہ باقی تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کو کافر قرار دے دیا۔ اس فتنہ کا فطری نتیجہ تھا کہ انہوں نے ان چند رواۃ کے

علاوہ جو ان کے حامی اور طرفدار تھے، باقی تمام صحابہؓ کی حدیثوں کو ماننے سے انکار کر دیا۔

۳:...... تیسرا سبب

اس کے بعد (۲ ہجری کے آخر میں) اعتزال (عقل پرستی) کا دور آیا، چنانچہ اس عقل پرستی کے تسلط نے معتزلہ کو ان تمام حدیثوں میں تاویلیں کرنے پر (اور تاویل نہ ہوسکنے کی صورت میں ان کو صحیح ماننے سے انکار کرنے پر) مجبور کر دیا، جن کو انہوں نے اپنے عقلی معتقدات کے خلاف محسوس کیا۔ عباسی خلیفہ مامون کے عہد میں جبکہ یونانی فلسفہ کی کتابیں عربی میں ترجمہ ہوکر منظر عام پر آئیں، مذہب اعتزال نے مامون کی سرپرستی میں بڑا فروغ حاصل کیا۔

۴:...... چوتھا سبب

جب خوارج اور معتزلہ دونوں نے اپنے اپنے معتقدات میں غلو کی بنا پر اعمال کو ایمان کا جز و رکن قرار دے دیا تو ردعمل کے طور پر ان کے مقابلہ میں مرجئہ کا گروہ اور ارجاء کا عقیدہ منظر عام پر آیا، مرجئہ نے اس عقیدہ میں اتنا غلو کیا کہ صاف کہہ دیا: "لا تضر مع الإیمان معصیة كما لا تنفع مع الكفر طاعة"... ترجمہ:...... "ایمان کے ہوتے ہوئے معصیت ضرر نہیں پہنچاتی، جیسے کہ کفر کے ہوتے ہوئے کوئی بھی طاعت نفع نہیں پہنچاتی"۔ اس عقیدہ کے نتیجہ میں مرجئہ نے رسول اللہ ﷺ کی ان تمام حدیثوں کو ماننے سے انکار کر دیا جن میں کبیرہ گناہوں اور معصیتوں کے ارتکاب پر عذاب جہنم کی وعیدیں مذکور ہیں۔

۵:...... پانچواں سبب

اسی زمانہ میں مشہور گمراہ اور غالی شخص جہم بن الصفوان الراسبی جو بعد میں قتل کر دیا گیا کا متبع فرقہ جہمیہ منظر عام پر آیا اور صفات باری تعالیٰ پر مشتمل احادیث کا اور روزانہ وجود میں آنے والی جزئیات اور حوادث وواقعات سے متعلق باری تعالیٰ کے علم قبل از وقوع کی احادیث کا انکار کر دیا۔ خلق قرآن (قرآن کریم کے مخلوق ہونے) کا فتنہ اور جبر (بندہ کے مجبور محض ہونے) کا عقیدہ بڑے زور وشور سے منظر عام پر آیا، نیز انہوں نے کفار کے "خلود فی النار" (دائمی طور پر جہنمی ہونے) کا بھی جو امت کا اجماعی عقیدہ تھا صاف انکار کر دیا۔

الغرض یہ خارجی قدری (معتزلی)، مرجئہ، اور جہمیہ وہ بڑے بڑے گمراہ فرقے ہیں جو اسلام کے ابتدائی دور میں نمودار ہوئے اور انہوں نے اسلامی عقائد کی وحدت کو پارہ پارہ کر دیا۔ انہی فرقوں نے اپنے اپنے اعتقادات کی حمایت کی غرض سے اپنے معتقدات کے مخالف احادیث صحیحہ کو ماننے سے انکار کر دیا اور انہی کی بدولت انکار حدیث کا فتنہ ایک مستقل فتنہ کی صورت میں وبا کی طرح پھیل گیا۔

یہ ہے انکار سنت وحدیث کی یا ان میں تحریف وتصرف اور خود ساختہ تاویلوں کا دروازہ کھولنے کی تاریخ اور اس کے وجوہ واسباب۔ ان خارجیوں، قدریوں، جہمیوں وغیرہ فرقوں نے ساری ہی حدیثوں کا انکار نہیں کیا، نہ ہی ان کے لیے یہ ممکن تھا (کیونکہ یہ فرقے اپنے اپنے مسلک اور معتقدات کو حدیثوں سے ہی ثابت کرنے کی کوشش کرتے تھے، بلکہ یہ فرقے صرف اپنے خلاف حدیثوں ہی کا انکار کرتے تھے) لیکن انہوں نے ایک ایسے راستے کی داغ بیل ڈال دی جس پر چل کر ملحدوں اور زندیقوں نے دینی عقائد واحکام سے گلوخلاصی حاصل کرنے کی غرض سے علی الاعلان تمام ہی حدیثوں کا انکار کرنے اور الحاد وبے دینی کو فروغ دینے کا دروازہ چوپٹ کھول دیا۔

(دور حاضر کے فتنے، ص:۱۶۱)

فتنۂ مغربیت

"مجمع الزوائد" میں حافظ نورالدین ہیثمی رحمہ اللہ نے بحوالہ "معجم طبرانی" ایک حدیث بروایت عصمة بن قیس سلمی صحابیؓ نقل کی ہے:

"إنه كان يتعوذ من فتنة المشرق، قيل: فكيف فتنة المغرب؟ قال: تلك أعظم وأعظم"۔

ترجمہ:...... "نبی کریم ﷺ فتنۂ مشرق سے پناہ مانگا کرتے تھے۔ آپ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ مغرب میں بھی فتنہ ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: وہ تو بہت ہی بڑا ہے، بہت ہی بڑا ہے"۔

یقین سے تو نہیں کہا جاسکتا کہ آپ ﷺ کی مراد فتنۂ مغرب سے کیا ہے؟ ہوسکتا ہے کہ سقوط اندلس کی طرف اشارہ ہو کہ وہاں اسلام کا پورا بیڑہ ہی غرق ہوگیا اور نام کا مسلمان بھی کوئی اس ملک میں نہ رہا، تمام ملک پر کفر کا استیلاء ہوگیا، لیکن ہوسکتا ہے کہ بلاد مغرب کے اس "فتنۂ استشراق" کی طرف بھی اشارہ ہو کہ الحاد وتحریف کا یہ فتنہ مغربی دروازوں سے ہی تمام دنیا کے مسلمان ملکوں میں داخل ہوگا، جو سب فتنوں سے زیادہ خطرناک اور عالم گیر ہوگا، بہرحال الفاظ حدیث کے عموم میں تو یہ داخل ہے ہی۔

الغرض اس دور میں یہ علمی وعملی فتنے پورے زور وشور اور طاقت وقوت کے ساتھ اسلامی ممالک میں پھیل رہے ہیں، ہمارا ملک نسبتاً ان سے مأمون محفوظ تھا، لیکن کچھ تو جدید تعلیم کے اثرات سے کچھ مستشرقین کی دسیسہ کاریوں سے نیز مواصلات کی آسانیوں سے اور مال ودولت کی فراوانی سے اب تو یہ ملک کچھ بعید نہیں کہ اس معاملہ میں دوسرے ملکوں سے گوئے سبقت لے جائے۔

(دور حاضر کے فتنے، ص:۹۹)

عصر حاضر میں تو دنیائے اسلام کے گوشے گوشے میں فتنوں کا ایک "سیلاب" اُمڈ آیا ہے۔ علمی، عملی، دینی، اخلاقی، معاشرتی اور تمدنی اتنے فتنے ظاہر ہو چکے ہیں کہ عقل حیران ہے اور حضرت نبی کریم ﷺ کا وہ ارشاد ہے:

"لتتبعن سنن من کان قبلکم ذراعًا بذراع وشبرًا بشبرٍ حتی لو دخل أحدهم جحر ضب لدخلتموہ۔"

(مشکوٰۃ)

یعنی تم بھی پہلی امتوں: یہود ونصاریٰ اور مشرکین کے نقش قدم پر چل کر رہو گے اور ان کے اتباع میں اتنا غلو ہو جائے گا کہ اگر بالفرض کوئی کسی گوہ کے سوراخ میں گھسا ہے تو تم بھی اس میں ضرور داخل ہو گے، یعنی فضول ولایعنی اور عبث حرکات میں بھی ان کا اتباع کرو گے۔

آج جب ہم دنیائے اسلام کا جائزہ لیتے اور مسلمانوں کے تمدن ومعاشرت کو دیکھتے ہیں تو حضرت رسول اللہ ﷺ کی اس حدیث کی پوری تصدیق ہو جاتی ہے۔ مسلمانوں کے موجودہ معاشرے کو جب دیکھتے ہیں، خصوصاً بلاد عربیہ اسلامیہ کا جب جائزہ لیتے ہیں تو بے حد افسوس ہوتا ہے کہ بمشکل کوئی خد وخال ایسا نظر آتا ہے جس سے یہ اندازہ ہو سکے کہ یہ مسلمان ہیں۔ "مغربیت" کے اس سیلاب میں اس طرح بہہ جانا انتہائی دردناک ہے۔ پھر کاش! یہ مغربیت اور یورپ پرستی ظاہر تک ہی منحصر ہوتی، اب تو یہ زہر ظاہر سے تجاوز کر کے باطن تک سرایت کر چکا ہے۔ خیالات، افکار، نظریات، احساسات سب ہی میں یورپ کا چربہ اتارا جانے لگا ہے، مسلمان ملکوں کی یہ تباہی وبربادی دیکھ کر بہت دکھ ہوتا ہے، ہم صرف یہ کہہ سکتے ہیں:

لمثل هذا یذوب القلب عن کمد
إن کان فی القلب إسلام وإیمان

ترجمہ:...."اگر دل میں ذرا بھی ایمان واسلام ہو تو ان جیسے حالات کو دیکھ کر غم سے دل پگھل کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے۔" (ماخوذ از عصر حاضر کے فتنے: علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ ص:۱۶)

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینے کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

(جاری ہے)

منکرِ ختم نبوت کا مقدر

جان سکتا ہے وہی مرزائیوں کی عاقبت
جس کے ہے پیش نظر حشرِ ثمود، انجام عاد
منکرِ ختم نبوت کے مقدر میں ہے درج
ذلت وخواری ورسوائی إلی یوم التناد

مولانا ظفر علی خانؒ

ختم نبوت زندہ باد — اتحاد امت زندہ باد

عظیم الشان تاریخ ساز ختم نبوت کانفرنس

انشاء اللہ بڑے تزک و احتشام کے ساتھ منعقد ہو رہی ہے

24 اپریل 2015 جمعۃ المبارک

میانی روڈ ٹاور مارکیٹ حیدرآباد

زیر سرپرستی

امیر ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب

حضرت مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب

عبدالسلام قریشی

مولانا توصیف احمد

امیر حضرت مولانا محمد الیاس گھمن

حضرت مولانا محمد امجد خان صاحب

حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ

حضرت مولانا قاضی احسان احمد صاحب

صاحبزادہ حضرت ڈاکٹر علامہ محمد ابوالخیر زبیر — صدر جمعیت علماء پاکستان

صاحبزادہ مولانا شاہ اویس احمد نورانی صاحب

امیر مولانا عبداللہ فاروقی

حافظ اشفاق احمد

تجمل حسین — مولانا محمد علی صدیقی — مختار احمد

ڈاکٹر سیف الرحمن — تاج محمد ناہیوں — شبیر احمد خان — عبدالوحید قریشی — عبدالغفار شاکر — حبیب اللہ

LIVE سننے کے لیے
www.khatm-e-nubuwwat.com

0333-3553926
0310-4146160
0301-6395200
022-3869948

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ حیدرآباد

0300-3078451